معاشرتی علوم

ضلع میانوالی

تیسری جماعت کے لیے

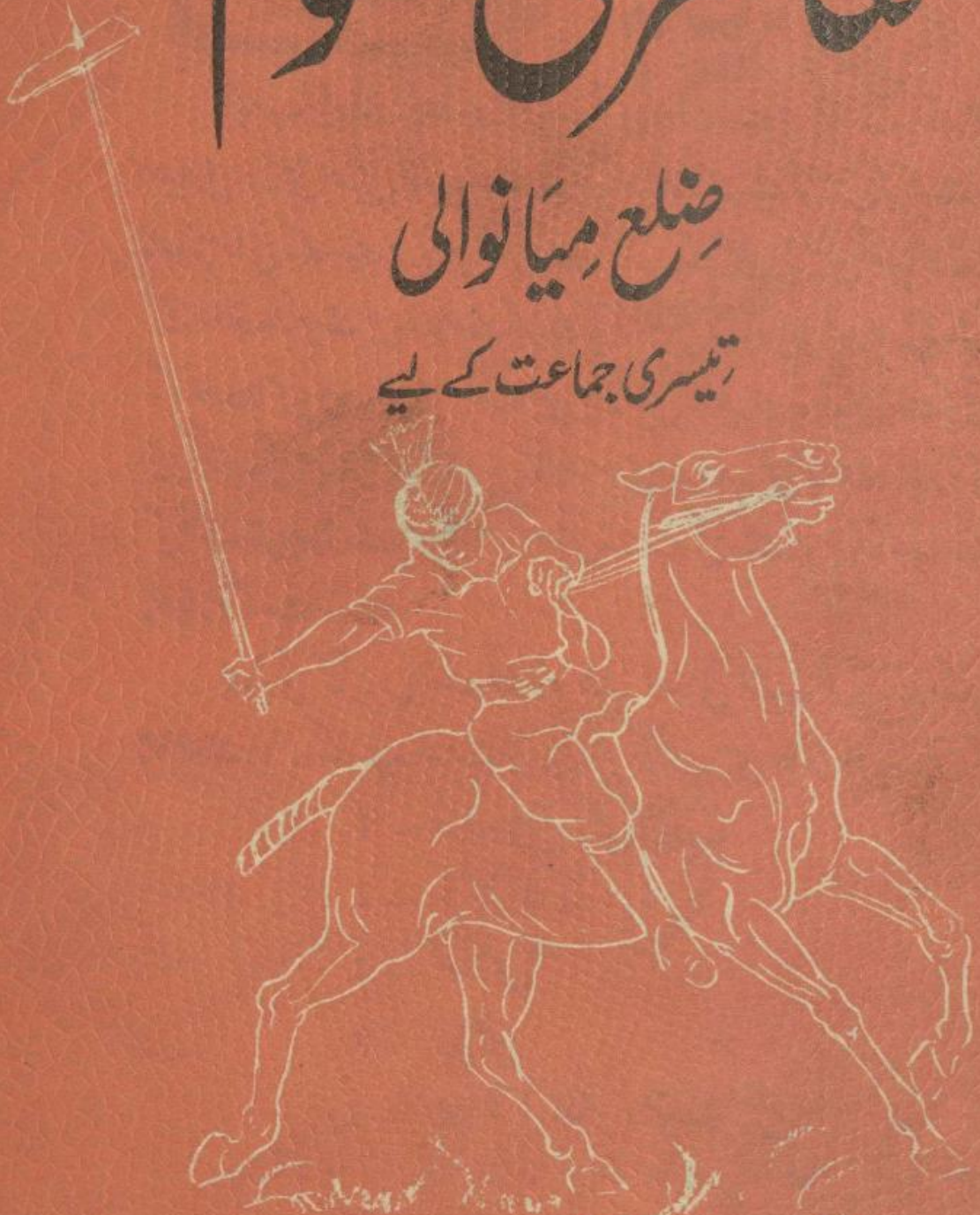

علمی کتاب خانہ، کبیر سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

برائے: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

کتاب بہترین ساتھی ہے
اس سے پیار کیجئے
اسے ضائع ہونے سے بچائیے

اپیل

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ایک قومی ادارہ ہے جو پنجاب کے طلبہ کے لیے معیاری اور سستی نصابی کُتب بروقت مہیا کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ مگر کچھ جعل ساز ناجائز منافع کے لیے بورڈ کی شائع کردہ کُتب کے جعلی ایڈیشن گھٹیا کاغذ پر ناقص طباعت کے ساتھ مارکیٹ میں فروخت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بورڈ کو مالی نقصان پہنچانے کے علاوہ اس کی بدنامی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ طلبہ اور والدین سے توقع کی جاتی ہے کہ ایسی کُتب کی اطلاع بورڈ کو دیں تاکہ ضروری سدِباب کیا جاسکے۔ بورڈ کی نصابی کتابوں کی نشاندہی بورڈ کے اس نشانِ خصوصی سے ہوتی ہے جو ہر کتاب کے سرورق پر چھپا ہوتا ہے۔

بورڈ کی کتابوں کے علاوہ طلبہ اضافی کُتب خریدنے کے پابند نہیں ہیں۔

جماعت سوم کے لیے صرف درج ذیل کُتب ہی جائز ہیں۔

1 — اُردُو کی تیسری کتاب
2 — قُرآنی قاعدہ
3 — سائنس 3
4 — ریاضی
5 — معاشرتی عُلوم (مُتعلّقہ ضلع)

سیّد فضل حسین
چیئرمین
پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ
21-ای- 2 -گلبرگ-3 - لاہور

مُعاشرتی عُلوم

(ضِلع میانوالی)

تیسری جماعت کے لیے

Curriculum Development & Text Book Production Bureau
09/
LIBRARY

علمی کتاب خانہ۔ اُردو بازار ○ لاہور
برائے
پنجاب ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور

ایڈیشن	طباعت	تاریخ اشاعت	تعداد
اوّل	ہشتم	مارچ 1989ء	11,000

جملہ حقوق بحقِ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، محفوظ ہیں۔

تیار کردہ: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور۔

نظرِ ثانی شدہ: قومی ریویو کمیٹی وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان۔
(قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب نصاب کی تصحیح شدہ)

مصنّفین:

- ڈاکٹر مس فیروزہ یاسمین
- ڈاکٹر مس مریم۔ کے۔ الٰہی
- مسز نزہت منصور
- صاحبزادہ عبدالرسول
- علی شبّر کاظمی
- مقبول انور داؤدی
- بشیر الدین ملک

نگران: حفصہ جاوید
سبطِ حسن

ناشر: علمی کتاب خانہ لاہور
طابع: محمد شفیق
مطبع: الحجاز پرنٹرز لاہور
خطّاط: محمد سعید قطبی۔ اردو بازار۔ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میرا نام ---------- ہے

میں تیسری جماعت میں ہُوں۔

یہ میری مُعاشرتی عُلُوم کی کِتاب ہے۔

نمبر شمار	مضمُون	صفحات
1	ہمارا وَطن	3
2	ضِلع میانوالی	5
3	تاریخ ضِلع میانوالی	8
4	مَوسم اور آب و ہَوا	10
5	لوگ	12
6	مَردُم شُماری	14
7	پیشے	15
8	آب پاشی	19
9	ہمارے دَرخت اور چراگاہیں	22
10	ہماری فَصلیں	24
11	پالتُو جانور	27
12	معدنیات	30

نمبر شمار	مضمون	صفحات
13	کارخانے اور دستکاریاں	31
14	ذرائع آمد و رفت	33
15	خبریں پہنچانے کے وسائل	35
16	ضلعے کا انتظام	39
17	رفاہی ادارے	43
18	حضرت آدم علیہ السلام	47
19	حضرت ابراہیم علیہ السلام	48
20	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	51
21	ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	53
22	ہمارے ضلعے کی اہم شخصیت (کیپٹن حمید اللہ خاں سنبل شہیدؒ)	55

ہمارا وطن

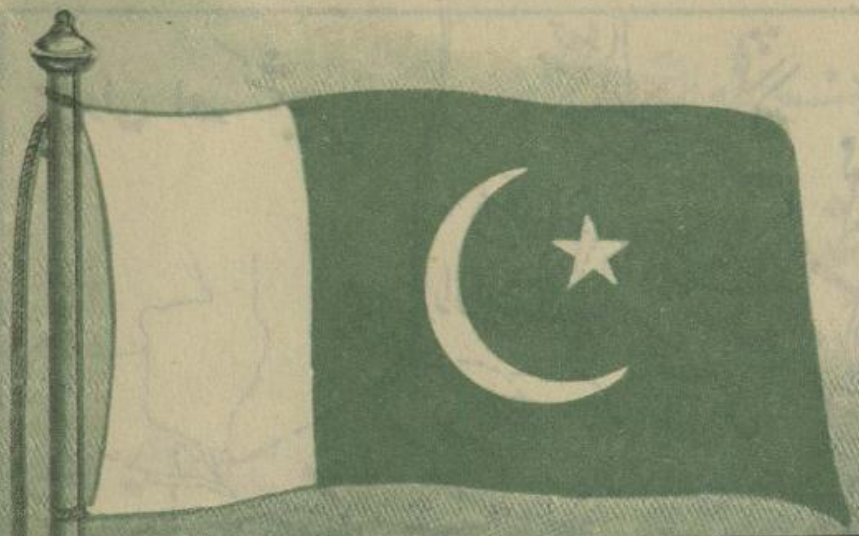

پاکستان ہمارا وطن ہے۔ یہ 14 اگست 1947ء کو بنا۔ اِس کے بانی قائدِ اعظم محمّد علی جناح تھے۔ ہم نے اسے بڑی کوششوں کے بعد حاصل کیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اپنی جانیں بھی قُربان کیں۔

پاکستان کو حاصل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم ایک آزاد علاقے میں رہیں۔ ہم پُوری آزادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسُول حضرت محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بتائے ہُوئے اصُولوں پر زندگی گزار سکیں۔

ہمارا قومی پرچم ہمیں اپنی جان سے بھی پیارا ہے۔ اِس میں دو رنگ ہیں، سبز اور سفید۔ سبز رنگ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہاں بسنے والے زیادہ لوگ مُسلمان ہیں۔ سفید رنگ کا مطلب ہے کہ یہاں دُوسرے مذہبوں کے لوگ بھی پُوری آزادی کے ساتھ رہتے ہیں۔ سبز حصّے پر چاند ستارا ہماری عظیم روایات اور روشن مستقبل کو ظاہر کرتا ہے۔

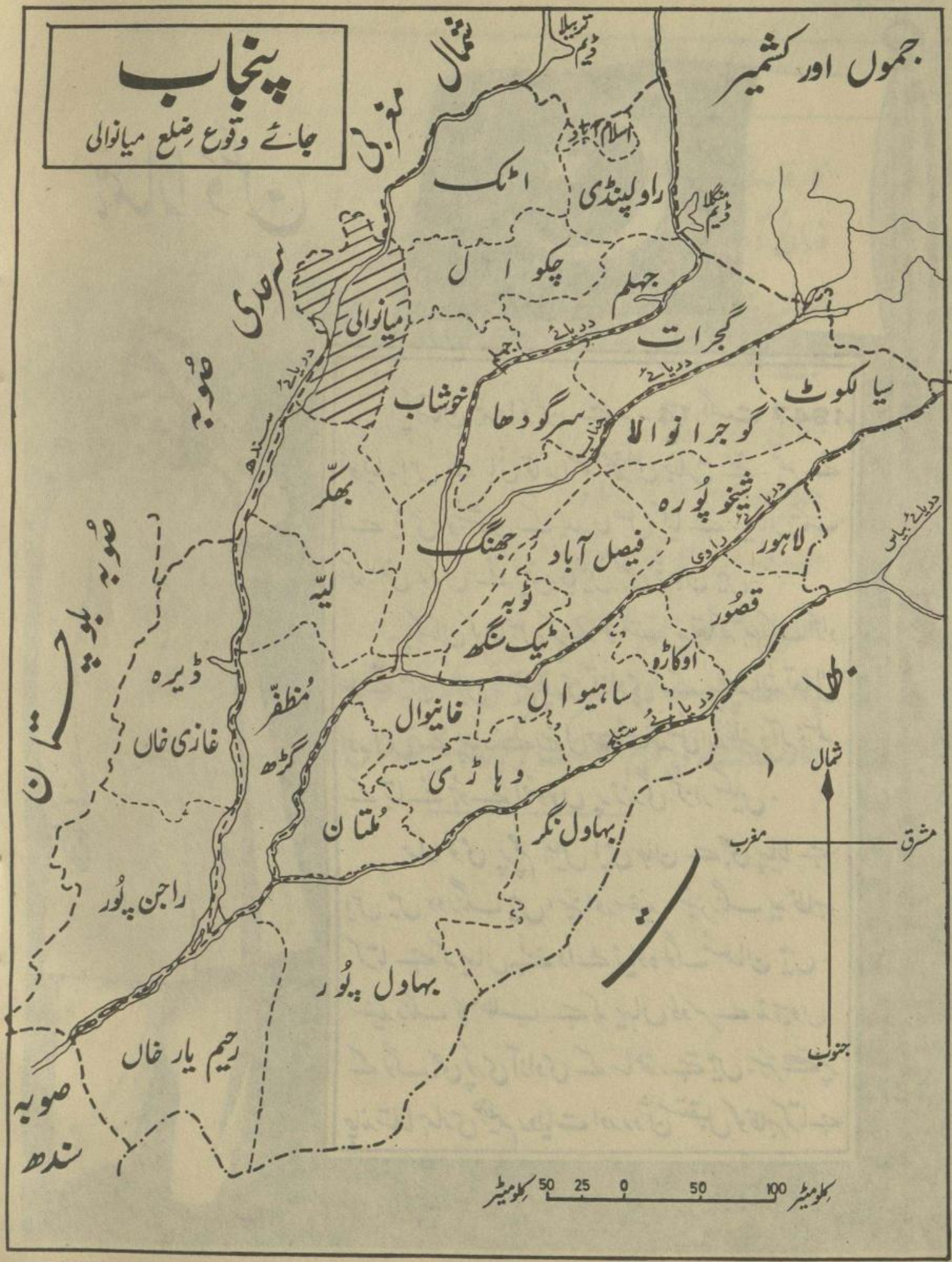
پنجاب
جائے وقوع ضلع میانوالی
جموں اور کشمیر
شمال مغربی سرحدی صوبہ
صوبہ بلوچستان
صوبہ سندھ
ڈیم تربیلا
اسلام آباد
اٹک
راولپنڈی
ڈیم منگلا
چکوال
جہلم
میانوالی
گجرات
سیالکوٹ
خوشاب
سرگودھا
گوجرانوالا
بھکر
شیخوپورہ
جھنگ
فیصل آباد
لاہور
لیّہ
ٹوبہ ٹیک سنگھ
قصور
اوکاڑہ
ڈیرہ غازی خاں
مظفّر گڑھ
خانیوال
ساہیوال
وہاڑی
ملتان
بہاول نگر
راجن پور
بہاول پور
رحیم یار خاں
شمال
مشرق
مغرب
جنوب
کلومیٹر 50 25 0 50 100 کلومیٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ضلع میانوالی

ہمارا ضلع میانوالی، پیارے وطن پاکستان کے صُوبہ پنجاب میں واقع ہے۔ پنج آب کا مطلب ہے پانچ دریاؤں کی سرزمین۔ یعنی دریائے سندھ، جہلم، چناب، راوی اور ستلج۔ پنجاب کا زیادہ تر حصّہ میدانی ہے۔

صُوبہ پنجاب کے کُل 29 اضلاع ہیں۔ ہمارا ضلع ان میں سے ایک ہے۔

حُدودِ اَربعہ ضلع میانوالی کے شمال مشرق میں ضلع اٹک اور شمال مغرب میں صُوبہ سرحد کا ضلع کوہاٹ کرک واقع ہے۔ مغرب میں صُوبہ سرحد کا ضلع بنّوں واقع ہے۔

ضلع میانوالی کے مشرق میں ضلع خُوشاب اور جنُوب میں ضلع بھکّر ہے۔

سطح سطح کے لحاظ سے اِس ضلعے کے تین حصّے ہیں۔

1- شمالی پہاڑی علاقہ: یہ پہاڑی علاقہ ضلعے کے شمال مشرقی حصّے میں کمان کی صُورت میں پھیلا ہُوا ہے۔ کوہِ نمک کے یہ سلسلے ضلعے کے شمال میں دریائے سندھ کے دونوں طرف پھیلے ہُوئے ہیں۔ اس سلسلے کا مشرقی حصّہ کہیں کہیں ایک ہزار میٹر سے زیادہ بلند ہے۔ بہُت سے مَوسمی ندّی نالے کوہِ نمک سے نکل کر جنُوب کی طرف بہتے ہیں۔ یہ نالے گہری کھڈوں میں سے گزرتے ہیں۔ اِس حصّے میں پہاڑوں سے گھری ہُوئی ایک بڑی جھیل ہے جسے جھیل نمل کہتے ہیں آس پاس کے

بہت سے ندی نالے اس میں آکر گرتے ہیں۔

پہاڑوں کا ایک سلسلہ ضلعے کے شمال مغربی حصّے میں شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ اس کا نام کوہ سنگھار ہے۔ اس پہاڑی سلسلے کے بعض حصّے ایک ہزار میٹر سے زیادہ اونچے ہیں۔ اس پہاڑی علاقے سے بھی کئی موسمی نالے میدانی علاقے میں بہتے ہیں۔ شمال مشرقی پہاڑی علاقے میں نمک اور کوئلہ کی کئی کانیں ہیں۔ وہاں کے لوگوں کا عام پیشہ کان کنی ہے۔

2- میدانی علاقہ: دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ کم چوڑا دریائی میدان ہے۔ اس کا کچھ حصّہ نیچا ہے۔ اس میں برسات کے موسم میں سیلاب کا پانی آجاتا ہے۔ دریا سے تھوڑے فاصلے پر مشرقی علاقہ سیلاب سے محفوظ رہتا ہے۔ اس حصّے کی زمین نرم اور زرخیز ہے۔

3- تھل کا علاقہ: ضلع میانوالی کا جنوب مغربی حصّہ ریگستان ہے جسے عام طور پر تھل کہتے ہیں۔ اس میں کہیں کہیں ریت کے ٹیلے بھی ہیں۔ اس علاقے میں کانٹے دار جھاڑیاں اور کہیں کہیں معمولی گھاس ملتی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے یہ علاقہ بالکل غیر آباد تھا، مگر اب اس میں نہریں بہتی ہیں جس سے یہ حصّہ اب آباد ہوگیا ہے۔ اب یہاں پر عمدہ فصلیں پیدا ہوتی ہیں اور کئی نئی بستیاں آباد ہوگئی ہیں۔ اس علاقے میں کئی جگہ جنگلات بھی لگائے گئے ہیں۔

دریا پاکستان کا سب سے بڑا دریا، دریائے سندھ ضلع میانوالی میں سے گزرتا ہے۔ یہ دریا شمال میں کوہِ نمک کو چیرتا ہوا کالا باغ کے قریب ضلعے میں داخل ہوتا ہے۔ اس سے اوپر یہ دریا پہاڑی حصّے میں سے گزرتا ہے۔ اس علاقے

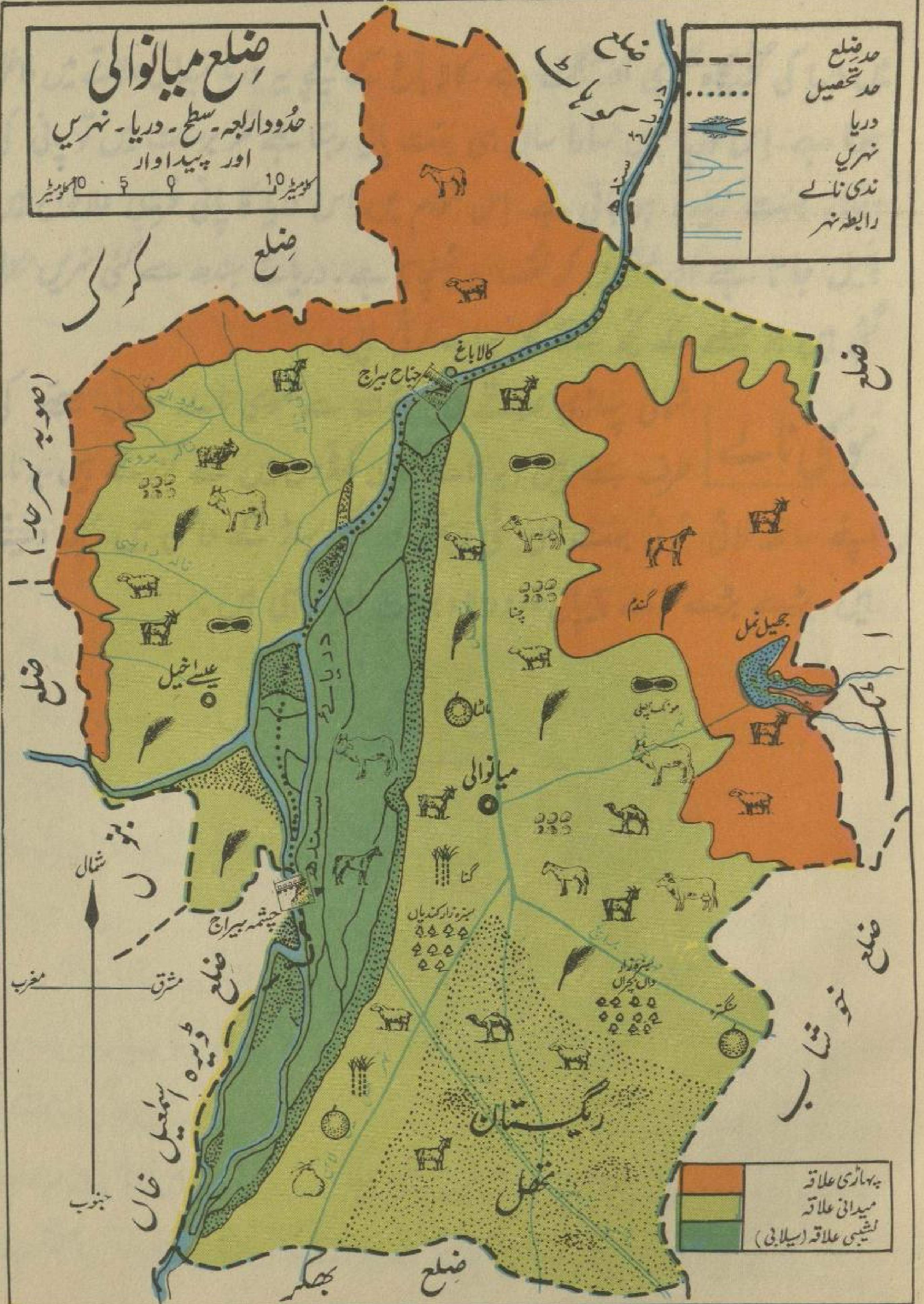

ضلع میانوالی
حدود اربعہ۔ سطح۔ دریا۔ نہریں
اور پیداوار
کلومیٹر 10 5 0 5 10 کلومیٹر
حد ضلع
حد تحصیل
دریا
نہریں
ندی نالے
رابطہ نہر
ضلع کوہاٹ
ضلع کرک
(صوبہ سرحد)
کالاباغ
جناح بیراج
عیسیٰ خیل
میانوالی
چشمہ بیراج
جھیل نمل
گندم
چنا
مونگ پھلی
گنا
سبزہ زار کندیاں
ریگستان
تھل
ضلع بنوں
ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان
ضلع بھکر
ضلع خوشاب
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
پہاڑی علاقہ
میدانی علاقہ
نشیبی علاقہ (سیلابی)

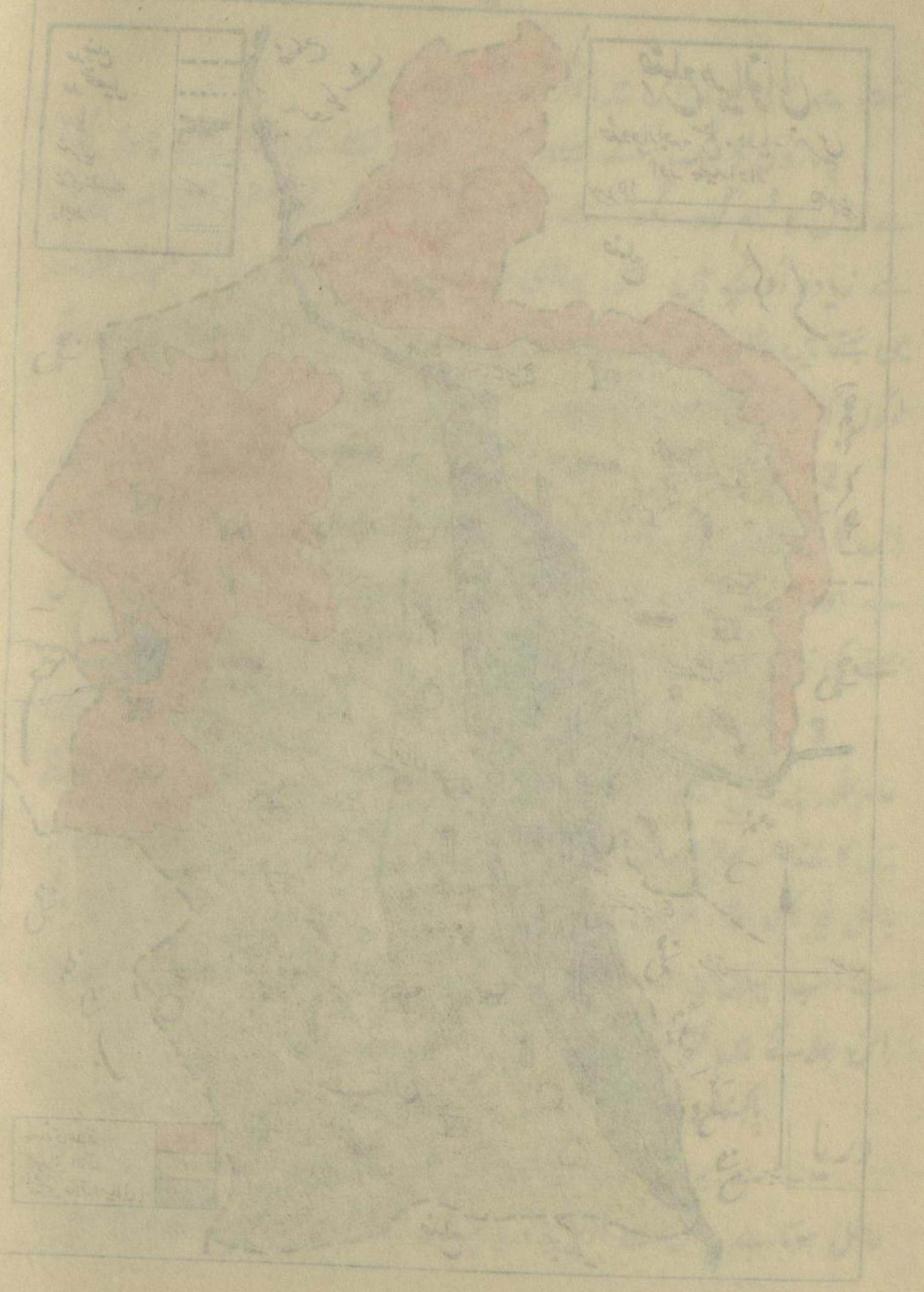

میں دریا کی گزرگاہ گہری اور تنگ ہے۔ کالا باغ کے نیچے یہ دریا میدانی علاقے میں داخل ہوتا ہے۔ اِس دریا میں سارا سال ہی بہت پانی رہتا ہے مگر برسات میں تو پانی کی مقدار بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اِس موسم میں اِس دریا کا پانی قریبی علاقوں میں پھیل جاتا ہے اور بستیوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دریائے سندھ سے کئی نہریں نکالی گئی ہیں جو ضلعے کے کچھ حصّے کو سیراب کرتی ہیں۔

موسمی نالے

شمالی پہاڑی علاقے میں بہت سے موسمی نالے میدانی حصّے کی طرف بہتے ہیں۔ یہ نالے گہری کھڈوں میں سے گزرتے ہیں۔ یہ نالے اپنے ساتھ لائی ہوئی بہت سی مٹّی، پتھّر اور کنکر پہاڑ کے دامن میں بچھا دیتے ہیں۔ بڑے بڑے نالے چیچالی، رووالا، بروچ اور راہی ہیں۔

تاریخ ضلع میانوالی

میانوالی کا شہر میاں سُلطان زکریّا کے نام پر میاں والی کہلاتا ہے۔ آپ بڑے نیک بزُرگ تھے۔ میاں خاندان اب بھی اِس علاقے کا مشہُور خاندان ہے۔

پُرانے زمانے میں یہاں ہندُو بَستے تھے۔ جب ہمارے پیارے رسُول محمّد صَلّی اللہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے دُنیا کے سامنے اِسلام پیش کیا تو اِس مُلک میں بھی اِسلام پھیلنے لگا۔ ایک ہندُو راجا بھی مُسلمان ہو گیا۔ اِس پر دُوسرے راجاؤں کو غُصّہ آیا اور وُہ اُسے تنگ کرنے لگے۔ اُس زمانے میں مُسلمانوں کا ایک بادشاہ سُلطان محمُود غزنوی تھا۔ وُہ بڑا بہادر تھا۔ وُہ مُسلمان راجا کی مَدد کے لیے آیا اور اُس نے ہندُوؤں کو شکست دی۔ اِس طرح اِس عِلاقے پر مُسلمانوں کی حکوُمت قائم ہو گئی۔

اِس واقعہ سے کئی سَو سال بعد ایک اور مُسلمان بادشاہ بابر، کابل سے اِس علاقے میں آیا اور اُس نے ان علاقوں کو جو آج کل پاکِستان اور بھارت میں شامِل ہیں، فتح کرکے اپنی حکوُمت قائم کر لی۔ ضِلع میانوالی بھی اِس عِلاقے میں شامِل تھا۔ بابر بادشاہ کے خاندان نے قریبًا تین سَو سال تک اِس عِلاقے میں

حکومت کی۔ اسے مُغلیہ خاندان کہتے ہیں۔

اسی زمانے میں کئی قبیلے ضلع میانوالی میں آباد ہونے لگے۔ جنوب کی طرف سے جاٹ آئے، اُنھوں نے کھیتی باڑی شروع کی۔ اُن کے بعد بلوچ آئے۔ وُہ لوگ اپنے اپنے سرداروں کے ماتحت تھے۔ بلوچ سرداروں نے کئی شہر بسائے جن میں لیّہ، بھکّر اور کروڑ مشہور ہیں۔

ضلع میانوالی کے شمالی حصّہ میں اَعوان قبیلہ آباد تھا۔ بعد میں نیازی قبیلہ اِس علاقہ میں آیا تو اعوان لوگ پہاڑوں پر چلے گئے۔ اِس طرح ضلع میانوالی میں نیازی قبیلے نے مُدّت تک اپنی سرداری قائم رکھّی۔

جب مُغلوں کی حکومت کمزور ہونے لگی تو پنجاب میں سِکھّوں نے زور پکڑا۔ سِکھّوں کا بڑا بادشاہ رنجیت سِنگھ تھا۔ اُس نے آہستہ آہستہ سارے پنجاب پر قبضہ جما لیا اور اِس طرح ضلع میانوالی بھی اُس کے ماتحت آ گیا۔

سِکھّوں کی حکومت زیادہ عرصہ تک نہ چل سکی۔ رنجیت سِنگھ کے بعد انگریزوں نے سِکھّوں کو شکست دے کر سارے پنجاب پر قبضہ کر لیا اور یُوں ضلع میانوالی بھی انگریزی حکومت میں آ گیا۔

انگریزوں نے اِس علاقے پر سَو سال تک حکومت کی۔ مُسلمان ان سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ ضلع میانوالی کے مُسلمانوں نے بھی مُلک کے دُوسرے مُسلمان بھائیوں کے ساتھ مِل کر قائدِ اعظمؒ کا ساتھ دیا اور مُسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزوں کو یہ مُلک چھوڑ کر جانا پڑا اور مُسلمانوں کا علیحدہ مُلک پاکستان بن گیا۔ اب پاکستان میں سَب لوگ خُوشی خُوشی زندگی گزار رہے ہیں۔

مَوسم اور آب وہَوا

ہمارے ہاں کبھی گرمی پڑتی ہے اور کبھی سردی۔ کئی مہینے ایسے بھی آتے ہیں جب نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے، نہ زیادہ سردی۔ اِن بدلتے ہُوئے مَوسموں کی سارے سال کی حالت کو آب وہَوا کہتے ہیں۔ اِس لحاظ سے ضِلع میانوالی کے چار مَوسم ہیں۔

مَوسمِ گرما

چھُٹّی کی گھنٹی بجتے ہی کُچھ بچّے پھر پانی کے مٹکوں کے گِرد جمع ہو گئے تاکہ پانی پی لیں۔ اُنھیں دُوسرے گاؤں جانا ہے جو دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ راستے میں کوئی کنواں بھی نہیں۔ اب گھر پُہنچ کر ہی پانی پی سکیں گے۔ آج گرمی بہُت زیادہ ہے۔ کمرۂ جماعت میں لٹکے ہُوئے تھرمامیٹر کا پارا 45 درجے سینٹی گریڈ تک پُہنچ چُکا ہے۔ سکُول سے گھر تک راستے میں کوئی سایہ بھی نہیں جس کی اوٹ میں کھڑے ہو جائیں۔ چند دَرخت جو راستے میں آتے ہیں، اُن کا سایہ بھی دوپہر کے وقت چھوٹا ہو جاتا ہے۔ سُورج ڈھلے گا تو سائے بھی لمبے ہونے شرُوع ہو جائیں گے۔

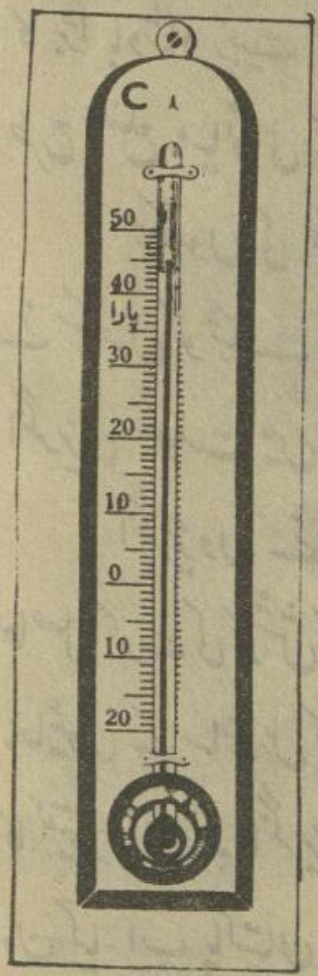

ضِلع میانوالی میں گرمیوں کا مَوسم بہُت لمبا ہوتا ہے۔ اپریل ہی میں گرمی شرُوع ہو جاتی ہے اور ستمبر تک برابر گرمی رہتی ہے۔ مئی، جُون اور جولائی کے مہینوں میں تو بلا کی گرمی ہوتی ہے۔ گھاس تک سُوکھ جاتی ہے۔ مویشیوں کو سبز چارا تک نہیں مِلتا۔ اس مَوسم میں گائیں، بھینسیں دُودھ بھی کم دیتی ہیں۔

جُولائی کے مہینے میں گرمی تو بہُت ہوتی ہے مگر بارش کی اُمّید بھی ہونے لگتی ہے۔ کبھی کبھی کالے کالے بادل اُٹھتے ہیں تو ہَوا میں خُنکی پَیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی تو مُوسلادھار بارش ہوتی ہے۔ اگست میں بھی اِسی طرح بارشیں ہوتی ہیں۔ وَیسے بارش کم ہوتی ہے ستمبر کے مہینے تک گرمی پڑتی ہے۔

مَوسِم خِزاں اکتُوبر اور شرُوع نَومبر میں نہ زیادہ گرمی پڑتی ہے، نہ زیادہ سردی۔ اِس مَوسم کو 'خِزاں' کہتے ہیں کیونکہ درختوں کے پتّے جھڑنے شرُوع ہو جاتے ہیں۔

مَوسِم سَرما نَومبر کے آخر میں سردی شرُوع ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتّے جھڑ جاتے ہیں۔ دریاؤں میں پانی کم ہو جاتا ہے۔ دِن گھٹنے لگتے ہیں اور راتیں لمبی ہونا شرُوع ہو جاتی ہیں۔ دسمبر کے آخر اور جنوری میں ہلکی ہلکی بارش ہوتی ہے جو گندم کی فصل کے لیے بہُت مفید ہے۔ کِسان اِسے سونے کی بُوند کہتے ہیں۔

مَوسِم بہار فروری کے آخری دِنوں اور مارچ کے مہینے میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے، نہ زیادہ سردی۔ فروری کے مہینے میں ہی درخت نئے پتّے نکالنا شرُوع کر دیتے ہیں۔ مَوسِم بہار میں ہر جان دار خُوش نظر آتا ہے۔ کِسان کی خُوشی کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں۔ اُس کی گندم کی فصل پکنے والی ہے۔

ضِلع میانوالی کی آب و ہوا ہمیں صِحت مند بناتی ہے۔ کبھی سخت گرمی پڑتی ہے اور کبھی سَخت سَردی۔ اِس طرح یہاں کے لوگ ہر مَوسِم کو برداشت کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور فوج میں بھَرتی ہو کر مُلک کی خِدمت کرتے ہیں۔

لوگ

ضلع میانوالی میں زیادہ لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ مرد اکثر قمیص، کُرتا اور شلوار پہنتے ہیں۔ تہمد باندھنے کا بھی رواج ہے۔ عورتیں زیادہ تر شلوار اور قمیص پہنتی ہیں اور دوپٹا یا چادر اوڑھتی ہیں۔ بعض عورتیں تہمد بھی اِستعمال کرتی ہیں۔

بچّے بچّوں کی رنگت گندمی اور قد لمبا ہوتا ہے۔ اکثر بچّے تندرُست نظر آتے ہیں۔ عام طور پر بچّے کُرتا یا قمیص اور شلوار یا پاجامہ پہنتے ہیں۔ بعض بچّے تہمد بھی باندھتے ہیں۔ کچھ بچّے اَچکن بھی پہنتے ہیں۔ اَچکن اور جناح کیپ ہمارا قومی لباس ہے۔ لڑکیاں قمیص، شلوار اور لہنگا پہنتی ہیں اور دوپٹا اوڑھتی ہیں۔ اکثر لڑکیاں اپنے کپڑوں پر رنگین دھاگے سے بیل بُوٹے بھی کاڑھتی ہیں۔

روٹی، گوشت، دال اور ترکاری عام غِذا ہے۔ بچّے کچّی سبزیاں، ٹماٹر، مُولی، گاجر، کھیرا اور ککڑی بھی پسند کرتے ہیں۔ یہ چیزیں کھانے سے جسم میں طاقت آتی ہے اور بچّے تندرُست رہتے ہیں۔

بچّوں کو کھُلے میدان میں کھیلے جانے والے کھیل

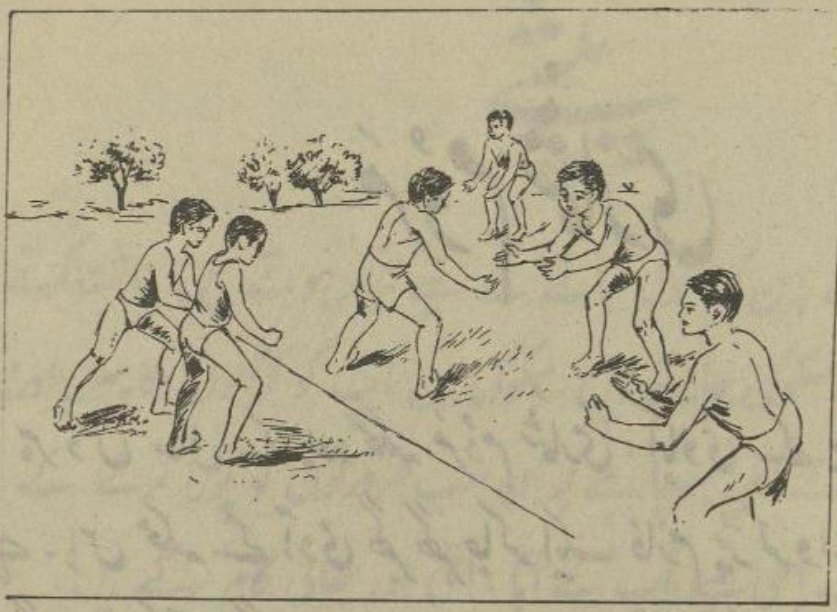

پسند ہیں مثلاً گلّی ڈنڈا، کبڈّی اور کُشتی۔ بچّے ہاکی اور کرکٹ بھی بڑے شوق سے کھیلتے ہیں۔

اکثر بچّے سکُول جاتے ہیں۔ سکُول میں وُہ لِکھنا پڑھنا سیکھتے ہیں۔ سکاؤٹنگ اور گرل گائیڈنگ میں خُوشی سے حِصّہ لیتے ہیں۔

مَردُم شُماری

ہر دَس سال کے بعد محکمہ مَردُم شُماری، آبادی کے بڑھنے یا گھٹنے کا حِساب لگاتا ہے۔ اِس محکمہ کے آدمی گھر گھر جاکر ایک فارم پُر کرواتے ہیں تاکہ معلُوم ہوجائے کہ اِس گھر میں کِتنے لوگ رہتے ہیں۔ یہ بھی حِساب لگایا جاتا ہے کہ اِن میں بچّے کِتنے ہیں اور بُوڑھے کِتنے ہیں۔ یہ بھی معلُوم کرتے ہیں کہ کِتنے پڑھے ہُوئے ہیں اور کِتنے اَن پڑھ۔ جب یہ فارم جمع ہو جاتے ہیں تو اِن میں درج کی ہُوئی تعداد کو گِن لیا جاتا ہے۔ اِس طرح معلُوم ہو جاتا ہے کہ ایک شہر کی آبادی کِتنی ہے۔ اِسی طرح پُورے مُلک کی آبادی کا پتا لگایا جاتا ہے۔ ضِلع میانوالی کی آبادی قریبًا 7 لاکھ 9 ہزار ہے۔

جب آبادی بڑھتی ہے تو کھانے پِینے اور اِستعمال کرنے کی دِیگر چِیزوں کی پَیداوار بڑھانے کی ضرُورت ہوتی ہے تاکہ ہر آدمی کو تمام چِیزیں مِل سکیں جن میں تعلیم کے لیے سکُول و کالج، عِلاج کے لیے ہسپتال اور رہنے کے لیے مکان شامِل ہیں۔

پیشے

آپ صُبح صاف کپڑے پہن کر سکُول جانے کے لیے تیّار ہوتے ہیں۔ ناشتا کرتے ہیں۔ پَیدل، سائیکل پر یا بَس میں سکُول جاتے ہیں۔ سکُول میں آپ کو کِتابوں، کاپیوں اور پنسلوں کی ضرُورت ہوتی ہے۔ آپ نے کبھی سوچا ہے کہ اِن سب ضرُورتوں کو پُورا کرنے کے لیے رُوپے کی ضرُورت ہوتی ہے۔ اِسی لیے آپ کے اَبّا، امّی اور بھائی کام کرتے ہیں۔

آپ دُوسری جماعت میں پڑھ چُکے ہیں کہ موچی جُوتا بناتا ہے، حجام بال ٹھیک کرتا ہے اور دَرزی کپڑے سِیتا ہے۔ تَرکھان اور مِستری مکان بناتے ہیں۔ اِن کے عِلاوہ بھی ضِلعے میں لوگ کئی کام کرتے ہیں۔ بَعض کے اَبّا دفتر میں، بَعض کے کارخانوں میں اور بَعض کے بینک میں کام کرتے ہیں۔ بَعض کے ابّا کھیتی باڑی کرتے ہیں اور ہم سب کے لیے اَناج اُگاتے ہیں۔ کچھ لوگ جانور پالتے ہیں تاکہ ہمیں گوشت، دُودھ اور اُون مِل سکے۔

ان کاموں کو پیشے کہتے ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اِس ضِلعے کے خاص خاص پیشے کیا ہیں۔

کھیتی باڑی

رَخشندہ تیسری جماعت میں پڑھتی ہے۔ وُہ اپنی نانی امّاں کے پاس شہر میں رہتی ہے۔ اُس کے اَبّا گاؤں میں رہتے ہیں۔ اُن کے پاس کچھ زمین ہے جس میں وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ رَخشندہ چھٹّیوں میں گاؤں آئی تو اُسے ہَرے بھَرے کھیت بَہُت اچھّے لگے۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کے اَبّا اور بھائی بَہُت مِحنت کرتے ہیں۔ اَبّا صُبح سویرے ہَل جوتتے ہیں اور کئی گھنٹے ہَل چلاتے رہتے ہیں۔ تھوڑی سی زمین میں سے بَہُت سے گیہوں اور دالیں اُگا لیتے ہیں۔ سَبزیاں بھی کاشت کرتے ہیں۔ اُس

کے بھائی صُبح سویرے مُولی، گاجر، شلجم اور گوبھی ریڑھے پر لاد کر مَنڈی لے جاتے ہیں۔ مَنڈی سے یہ سَبزیاں دُکاندار خرید لیتے ہیں۔

سب مِل کر کام کرتے ہیں۔ کوئی کھیتوں میں گوڈی کرتا ہے۔ کوئی پانی دیتا ہے۔ کوئی جانوروں کے لیے چارا کاٹتا ہے۔

رَخشندہ کے گھر میں دو بھَینسیں بھی ہیں۔ دونوں بَہُت سا دُودھ دیتی ہیں۔ اَمّی دیگچہ بھر کر دُودھ اُبالتی ہیں۔ ذرا ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو ایک ایک گلاس سَب کو پینے کے لیے دیتی ہیں اور رَخشندہ خُوش ہو کر دُودھ پیتی ہے۔

رَخشندہ کے ہاں بھیڑیں بھی ہیں۔ بھیڑیں دِن بھر گھاس چَرتی ہیں اور بچّے اُن کے پیچھے پیچھے بھاگتے ہیں۔ رَخشندہ بھی اُن سے خُوب کھیلتی ہے۔

بھیڑوں کی دیکھ بھال کرنے والے آدمی نے بتایا کہ جب بھیڑوں کے جسم پر بال لَمبے اور گھنے ہو جاتے ہیں تو اِن بالوں کو اُن کے جسم سے کاٹ کر بیچ دیا جاتا ہے۔ کارخانوں میں اِن بالوں سے اُون اور گرم کپڑا بنتا ہے۔

رَخشندہ نے دِل میں سوچا کہ گاؤں سے واپس جاتے ہُوئے وُہ تازہ گڑ، گیہوں کے مُنڈے اور مکھّن اپنی سہیلیوں کے لیے لے جائے گی اور سب مِل کر مَزے سے کھائیں گی۔

دَفتری مُلازمت

قاسم کے بھائی بینک میں کام کرتے ہیں۔ صُبح سویرے جاتے ہیں اور شام کو دیر سے واپس آتے ہیں۔ امّی کہتی ہیں کہ بینک میں بَہُت سے لوگ آتے ہیں۔ کوئی رُوپے نکلواتا ہے۔ کوئی رُوپے جمع کرواتا ہے۔ لوگ اپنی قیمتی چیزیں بھی بینک میں رَکھوا دیتے

ہیں تاکہ وُہ حفاظت سے رہیں۔
قاسم کے بھائی کے ساتھ اور بھی بہُت سے لوگ کام کرتے ہیں۔ کوئی لوگوں کو رُوپے ادا کرتا ہے، کوئی رُوپے وصُول کرتا ہے۔ اِس لین دین کا حساب ایک آدمی رجسٹر میں درج کرتا ہے۔

بینک کے بڑے دروازے میں ایک بندُوق والا چوکیدار بیٹھا رہتا ہے۔ وُہ بینک کی حفاظت کرتا ہے۔

بینک کے مَینیجر سب کے کام کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ وُہ قاسم کے بھائی کو خط لِکھوا دیتے ہیں اور قاسم کے بھائی اِس خط کو ٹائپ کر دیتے ہیں۔ وُہ خط دُور دُور دَفتروں میں جاتے ہیں۔

اِس طرح کے دفتر کو بینک کہتے ہیں۔ دفتر کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ہر ایک دَفتر میں علیٰحدہ علیٰحدہ قِسم کے کام ہوتے ہیں۔

دُکانداری

آج عُثمان بہُت خُوش ہے۔ وُہ اپنی امّی اور اَبّا کے ساتھ بازار آیا ہے۔ وُہ سب عید کے لیے نئے کپڑے اور جُوتے خریدیں گے۔ بازار میں بہُت سی دُکانیں ہیں۔ لوگ بھی بہُت ہیں۔ عُثمان کو مٹھائی اور پھل کی دُکانیں بہُت اچھّی لگیں۔ ابھی عُثمان یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ اُس کی اَمّی اُنگلی پکڑ کر اُسے کپڑوں کی ایک دُکان پر لے گئیں۔ اَمّی نے اُس کو بہُت سے رنگوں کے کپڑے دِکھائے تو عُثمان نے اپنے لیے گلابی رنگ کا کپڑا پسند کیا۔ اُنھوں نے ساتھ والی دُکان سے

جُوتے بھی خریدے۔ عُثمان کے ابّا نے اُسے مٹھائی کا ایک ڈبّا بھی لے دیا۔ عُثمان نے سوچا کہ وہ ڈبّے کو افطار کے وقت کھولے گا، تب امّی اور ابّا بھی کھا سکیں گے۔ بازار سے نکلتے وقت عُثمان نے کہانیوں کی ایک کتاب بھی خریدی۔

کارخانوں کی مزدُوری

اَسلم کے اَبّا ایک کارخانے میں کام کرتے ہیں۔ اِس کارخانے میں سیمنٹ تیّار کیا جاتا ہے۔ سیمنٹ، مکان بنانے کے کام آتا ہے۔ اِس کارخانے میں بڑی بڑی مشینیں لگی ہیں۔ اِن میں سیمنٹ بنایا جاتا ہے۔ سیمنٹ تیّار ہو جاتا ہے تو اِس کو بوریوں میں بند کرکے دُوسرے شہروں میں بھیجا جاتا ہے۔

یہ بہُت بڑا کارخانہ ہے۔ اِس میں بہُت سے لوگ کام کرتے ہیں۔ کچھ لوگ کارخانے کے پاس ہی رہتے ہیں۔ کچھ آس پاس کے گاؤں سے کام کرنے آتے ہیں۔ یہ سب لوگ بہُت محنتی ہیں۔ کام صُبح آٹھ بجے سے پانچ بجے شام تک ہوتا ہے۔ دوپہر بارہ بجے کھانے کی چھُٹّی ہوتی ہے۔ کھانے کی چھُٹّی کے دَوران میں سب کاریگر اپنا اپنا کھانا لے کر ایک بڑے کمرے میں بیٹھ جاتے ہیں اور اطمینان سے کھانا کھاتے ہیں۔ کھانے کی چھُٹّی کے بعد کام پھر شرُوع ہو جاتا ہے۔

ہر پندرہ دِن کے بعد کام کرنے والوں کو اُجرت ملتی ہے۔

ہم جو چیزیں روزانہ اِستعمال کرتے ہیں، اِن میں سے اکثر چیزیں کارخانوں ہی میں تیّار ہوتی ہیں۔ مثلاً کپڑا، ٹوپیاں، مَوزے اور جُوتے وغیرہ۔ یہ سب چیزیں الگ الگ کارخانوں میں تیّار ہوتی ہیں اور دُوسرے شہروں میں بھی بھیجی جاتی ہیں۔

آب پاشی

پانی نہ صرف ہمارے لیے ہی ضروری ہے، بلکہ یہاں جو بھی دَرخت، گھاس، پھُولدار پَودے اور لہلہاتے کھیت نظر آتے ہیں، سَب پانی ہی کی وَجہ سے سَرسبز ہیں۔ اِس لیے ہَمیں بڑی اِحتیاط سے پانی اِستعمال کرنا چاہیے۔ اگر پانی ضائع ہوگا تو ہَمیں پانی کم مِلے گا۔ نہانے اور کپڑے دھونے میں دِقّت ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوں گے۔ ہمارے پیارے نبیؐ کا فرمان ہے کہ پانی ضائع مَت کریں، حتّٰی کہ وضُو کے لیے بھی اُتنا ہی پانی اِستعمال کریں، جِتنے پانی کی ضرُورت ہے۔

خُدا تعالیٰ نے ہمیں پانی کی نِعمت دو طرح سے عطا کی ہے۔ ایک بارش کے ذریعے، دُوسرے اُن ذخیروں سے جو زمین کے اَندر موجُود ہیں۔ بارش ہوتی ہے تو ہمارے دریاؤں میں پانی بَہتا ہے، ہمارے تالاب پانی سے بھَر جاتے ہیں۔ ضِلع میانوالی میں بارش کَم ہوتی ہے۔ بارش کا پانی ہمارے لیے کافی نہیں ہوتا، اِس لیے ہم زمین کی تہ سے نَل اور کنوؤں کے ذریعے بھی پانی نِکالتے ہیں۔ ہم نہَروں کے ذریعے بھی کھیتوں کو پانی دیتے ہیں۔

پس جِس طریقے سے ہم دریاؤں، تالابوں اور زمین کے نِیچے سے اپنے کھیتوں کے لیے پانی حاصِل کرتے ہیں، اُسے آب پاشی کہتے ہیں۔

نہَریں

ضِلع میانوالی میں بارش بَہُت ہی کم ہوتی ہے۔ اِس لیے نہَروں کے نِکلنے سے پہلے یہاں ہر طرف ریت ہی ریت نظر آتی تھی، لیکن نہَروں

کی بدولت اب ضلعے کا بہت سا حصّہ سرسبز و شاداب نظر آتا ہے۔ یہ نہریں دریائے سندھ سے نکالی گئی ہیں۔

آب پاشی کا محکمہ، نہروں کے پانی کا بندوبست کرتا ہے۔ یہ محکمہ کھیتوں کو پانی دینے کے لیے باریاں مقرّر کرتا ہے۔ کسان اپنی اپنی باری کے مطابق کھیتوں کو پانی دیتے ہیں۔

آئیے اب ضلع میانوالی کی بڑی بڑی نہروں اور اُن کی شاخوں کے متعلق پڑھیں۔

نہر تھل : کالا باغ کے قریب دریائے سندھ کے مقام پر بند باندھا گیا ہے۔ اس بند کا نام ہمارے پیارے قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ کے نام پر جناح بیراج رکھا گیا ہے۔ اس مقام سے ایک بہت بڑی نہر نکالی گئی ہے، اسے نہر تھل کہتے ہیں۔ نہر تھل نہ صرف ہمارے ضلعے کی زمینوں کو سیراب کرتی ہے، بلکہ اس کی شاخیں ضلع بھکّر ضلع لیّہ، ضلع مظفّر گڑھ اور ضلع خوشاب کے علاقوں کو بھی سیراب کرتی ہیں۔

اس نہر کی دو شاخیں ضلع میانوالی کی زمینوں کو پانی مہیّا کرتی ہیں۔ ایک کا نام نہر مہاجر ہے اور دُوسری کا نام نہر دُلّیوالہ ہے۔ اِن نہروں کی بدولت بہت سے نئے گاؤں آباد ہو گئے ہیں۔

نہر نمل ڈیم : ضلعے کا شمالی حصّہ پہاڑی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو اس کا پانی برساتی نالوں میں چلا جاتا ہے۔ یہ نالے صرف برسات کے موسم میں بہتے ہیں۔ پہلے یہ سارا پانی ضائع ہو جاتا تھا لیکن اب نالوں کے پانی کو ایک بند بنا کر ایک جگہ اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔

اِن برساتی نالوں کا پانی جہاں اکٹھا ہوتا ہے، وہاں ایک جھیل بن گئی

ہے، جس کا نام نمل جھیل ہے۔ اب اِس جھیل سے ایک نہر نکالی گئی ہے جسے نمل نہر کہتے ہیں۔ یہ نہر، میانوالی تک جاتی ہے اور راستے میں زمینوں کو سیراب کرتی جاتی ہے۔ نمل ڈیم کے علاوہ ضلعے میں چچالی، نرالی اور ڈھوک ٹاہلیاں کے مقامات پر بھی ڈیم بنے ہُوئے ہیں۔

نہر کَس عُمر خان : دریائے کُرّم سے ایک نہر نکالی گئی ہے۔ یہ کچّی نہر ہے، اِس کو کُرّم یا کَس عُمر خان کہتے ہیں۔

کُنوئیں دریائے سندھ کے قریبی علاقے کی مٹّی نرم ہے اور پانی بھی اِتنا گہرا نہیں، اِس لیے وہاں کُنوئیں کھود کر رہٹ لگائے گئے ہیں۔ اِن رہٹوں کو بیل، بھینسے اور بعض اَوقات اُونٹ کھینچتے ہیں۔ اِن کُنوؤں کے پانی سے چھوٹے چھوٹے کھیت سیراب کیے جاتے ہیں۔

ٹیوب ویل اب تیل یا بجلی سے چلنے والے اِنجنوں کے ذریعے زمین کی تہ سے پانی نکالا جاتا ہے۔ اِن نلکوں کو ٹیوب وَیل کہتے ہیں۔ ٹیوب وَیل لگانے پر خرچ زیادہ آتا ہے، اِس لیے حکومت اِن کے لگانے کے لیے کِسانوں کی مدد کرتی ہے۔ ٹیوب وَیل کم وقت میں بہت سی زمین سیراب کر دیتا ہے۔

ہمارے دَرخت اور چراگاہیں

شجرکاری کے ہفتے

محکمہ جنگلات سال میں دو مرتبہ نئے پودے لگانے کی مہم چلاتا ہے۔ ایک فروری میں اور دُوسرے اگست میں۔ اگست برسات کا موسم ہے اور فروری مَوسمِ بہار کی آمد کا وقت ہے۔ اِن دنوں محکمہ جنگلات ہزاروں پَودے لگاتا ہے۔

ضلعے میں بَہُت سے درخت چاہییں۔ صِرف ایک محکمہ اِتنے درخت کیسے لگا سکتا ہے، اِن دِنوں پَودوں کی گاچیاں بھی بَہُت سَستے داموں مِل جاتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے سکُول، کھیت کے کِناروں اور گھر کے صحن میں درخت لگائیں اور محکمۂ جنگلات کی مہم کو کامیاب بنائیں۔

ضِلع میانوالی میں بارش کم ہوتی ہے، اس لیے خُودِ رَو درخت بَہُت کم ہیں۔ ضِلعے کا شمالی حِصّہ کچھ پہاڑی سا ہے۔ وہاں کاہُو اور پھلاہی کے دَرخت پائے جاتے ہیں۔ کاہُو کی لکڑی بَہُت مضبُوط ہوتی ہے۔ اِس کی لکڑی سے کَسّی، کُلھاڑی اور کُدال کے دَستے بنتے ہیں۔ اِس لکڑی کو کِسی قِسم کا کِیڑا نہیں لگتا۔ پھلاہی کی مِسواک دانتوں کو خُوب سفید کرتی ہے۔ وَیسے یہ لکڑی جلانے کے کام بھی آتی ہے۔

نہری جنگلات

پاکِستان کے قیام کے بعد دریائے سِندھ سے نہریں نکال کر تھَل کے کچھ عِلاقے کو سَیراب کیا گیا۔ شرُوع شرُوع میں بڑی دِقّت پیش آئی۔ جب تیز ہَوائیں چلتیں تو اِرد گِرد کی ریت کو نہروں اور کھیتوں میں پھینک دیتی

تھیں۔کئی دفعہ تو ریل کی پٹڑی پر اتنی ریت جمع ہو جاتی کہ جب تک پٹڑی سے ریت صاف نہ کی جاتی، گاڑی آگے نہ چلتی۔ اِس مُشکل پر قابُو پانے کے لیے صِرف ایک ہی طریقہ تھا، تھل کے محکمے نے نہروں، کھیتوں اور سڑکوں کے کِنارے درختوں کی قطاریں لگا دیں تاکہ ریت اِن میں رُک جائے۔ اِس طرح ریت کی آندھیاں ختم ہو گئیں اور آہستہ آہستہ کھیتی باڑی بھی ہونے لگی۔

اِن درختوں کی قطاروں کے عِلاوہ بڑے بڑے ذخیرے بھی لگائے گئے۔ واں بھچراں اور سبزہ زار کُندیاں دو بڑے ذخیرے ہیں۔ اِن ذخیروں میں شِیشم، پاپلر اور سُنبل کے علاوہ کِیکر کا درخت بَہُت اہم ہے۔

پھَل دار دَرخت

نہری عِلاقے میں اب کئی ایک باغ بھی لگائے گئے ہیں۔ اِن باغوں میں مالٹے، کینو اور سنگترے کے دَرخت عام ہیں۔ کالاباغ میں اعلیٰ قِسم کے پھَلوں کے درخت لگائے گئے ہیں۔

چراگاہیں

ضِلعے کا شمالی حِصّہ پہاڑی ہے۔ بارش کم ہوتی ہے، اِس لیے جنگلات تو کم ہیں لیکن گھاس عام مِلتی ہے۔ برسات کے مَوسِم میں جو تھوڑی بَہُت بارش ہو جاتی ہے، اُس سے گھاس اُگ آتی ہے۔

ہماری فصلیں

ضلع میانوالی کے لوگوں کا عام پیشہ کھیتی باڑی ہے۔ نہروں کی بدولت اب سارا سال خاصی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ موسم سرما میں کاشت ہونے والی فصلوں کو ربیع کی فصلیں کہتے ہیں۔ انھیں زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ موسم گرما میں کاشت ہونے والی فصلوں کو خریف کی فصلیں کہتے ہیں۔ انھیں زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ آئیے اس ضلعے کی فصلوں کا حال پڑھیں۔

گندم کسان نومبر کے مہینے میں ہل چلانے میں مصروف ہوتا ہے۔ ہل چلا کر سہاگا پھیر دیتا ہے اور پھر گندم کا بیج بو دیتا ہے۔

اپریل کے مہینے میں فصل پک جاتی ہے اور کسان پکے ہوئے پودے درانتی سے کاٹتا ہے اور گٹھے بنا کر رکھتا جاتا ہے۔ ان گٹھوں کا ڈھیر ایک جگہ لگا دیتا ہے تاکہ کٹائی سے فارغ ہو کر گاہ سکے۔ دانے الگ کرے اور بھوسس الگ۔ بھوسس بھی بڑے کام کی چیز ہے۔ کسان سارا سال اپنے ڈھور ڈنگروں کو کھلاتا ہے اور اگر ضرورت سے زیادہ ہو تو بیچ بھی دیتا ہے۔

چنا چنا ضلعے کی اہم فصل ہے۔ چنے کی کاشت کے لیے زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ضلعے میں جہاں نہری پانی نہیں جاتا وہاں بھی اس کی کاشت ہوتی ہے۔ ایسی کاشت جس میں نہری پانی یا کنوؤں کا پانی استعمال نہیں ہوتا، اُسے بارانی کاشت کہتے ہیں۔

جب چنے کے پودے میں دانے لگنے شروع ہو جاتے ہیں تو کچھ پودے کاٹ لیے جاتے ہیں۔ اِن کے سبز دانوں کی کھچڑی پکائی جاتی ہے جو بہت لذیذ ہوتی ہے۔ چنے کے دانوں کو سبزی کے طور پر بھی پکایا جاتا ہے۔

چنے کی مسّی روٹی بھی بہت لذیذ ہوتی ہے۔ بچّے چنے کے بھنے ہوئے دانے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

گنّا گنّا سارے سال کی فصل ہے۔ اِس کی کاشت عام طور پر فروری کے مہینے میں ہوتی ہے۔ کسان اِس فصل کے کھیت کی بہت دیکھ بھال کرتا ہے۔ وہ کھیت کو خوب پانی دیتا ہے۔ درمیان میں سے گھاس وغیرہ نکالتا رہتا ہے اور کھاد ڈالتا ہے۔ نومبر میں گنّا پک کر تیار ہو جاتا ہے۔

گنّے سے گڑ بنایا جاتا ہے۔ گنّا ہمارے ہمسایہ ضلع خوشاب، جوہر آباد اور ضلع لیّہ کے چینی بنانے والے کارخانوں کو بھیجا جاتا ہے۔

مونگ پھلی آج سے چند سال پہلے پنجاب کے کسی ضلعے میں بھی مونگ پھلی کی کاشت نہیں ہوتی تھی۔ مونگ پھلی کو زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی، نہ ہی ہموار زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔

ضلع میانوالی میں کئی ایک ندّی نالے بہتے ہیں۔ جب پہاڑوں پر بارش زیادہ ہوتی ہے تو اِن کا پانی اِردگرد کی زمین پر پھیل جاتا ہے۔ اِس طرح یہ زمین بڑی زرخیز ہو جاتی ہے۔ جب ایسی زمین پر مونگ پھلی کی کاشت کی جائے تو فصل بہت اچھی ہوتی ہے۔

سبز چارے یہاں بہت سے مویشی بھی پالے جاتے ہیں۔ اِن جانوروں کے کھانے کے لیے چارا کاشت کیا جاتا ہے۔ مکئی، جوار وغیرہ کو بھی چارے کے

طَور پر اِستعمال کیا جاتا ہے۔ اِن کے عِلاوہ برسیم، شٹالا اور نُوسرن چارے کے لیے اَہم فصلیں ہیں۔

سَبزیاں

ہم روزانہ سَبزیاں کھاتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں کے صحنوں اور قریب کے کھیتوں میں سبزیاں خُود کاشت کریں اور ہمیشہ تازہ سبزیاں کھائیں۔ سَبزیوں کا اِستعمال ہماری صحت کے لیے بڑا ضرُوری ہے۔

ٹماٹر، مُولی اور گاجر سبزیاں بھی ہیں اور پھل بھی۔ اِنھیں دھو کر کچّا ہی کھایا جائے تو بہُت مفید ہوتی ہیں۔ ضِلع میانوالی میں مُوسم سَرما کی سَبزیاں گوبھی، پالک، شلجم، مُولی، گاجر، ٹماٹر، مٹر، میتھی، آلُو وغیرہ ہیں اور گرمیوں کی سَبزیاں کدّو، توری، بھنڈی اور ٹِنڈے ہیں۔ ہم اِن سَبزیوں کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

پالتو جانور

کھیتوں میں ہَل چلانے کے لیے بَیل ؛ دُودھ اور گوشت حاصل کرنے کے لیے گائیں، بکریاں اور بھینّسیں ؛ اُون اور گوشت حاصل کرنے کے لیے بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔ ضِلع میانوالی میں اچھّی نَسل کے جانور پالے جاتے ہیں۔ آئیے ان کا حال پڑھیں۔

گائے اور بَیل

گائے کا دُودھ بچّوں کے لیے بَہُت مُفید ہوتا ہے۔ گائے بڑا صاف سُتھرا جانور ہے۔ جہاں گندگی ہو، وہاں بَیٹھنا پسند نہیں کرتی۔ ضِلع میانوالی میں دھنّی نسل کی گائے اور بَیل پائے جاتے ہیں۔

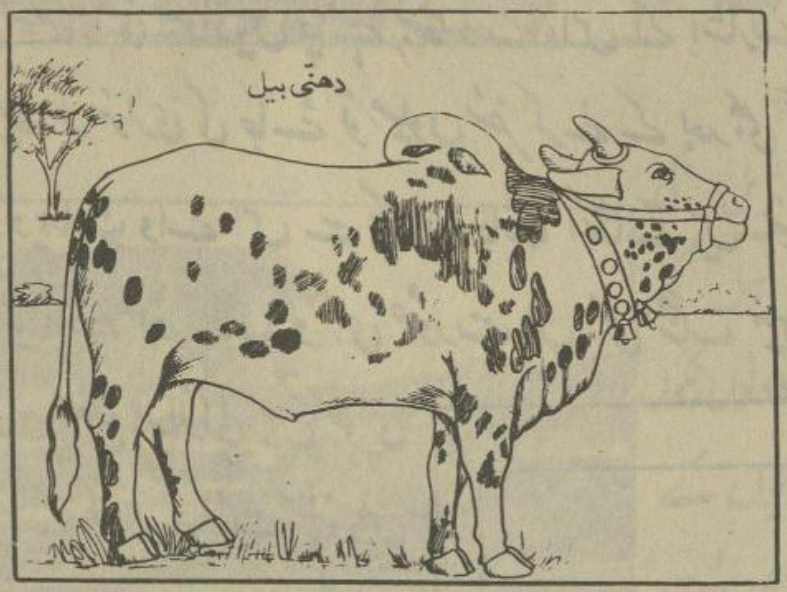

دھنّی نسل کی گائے عام گائے کی نِسبت دُودھ کم دیتی ہے۔ لیکن اگر اِسے سبز چارا عام مِلتا رہے تو زیادہ دُودھ دینے لگ جاتی ہے۔

دھنّی نسل کے بَیل بَہُت چُست ہوتے ہیں۔ ضِلعے میں پہلے نہری پانی کم مِلتا تھا، اِس لیے اِس نسل کے بَیل بَہُت پالے جاتے تھے۔ یہ خُشک چارا بھی شوق سے کھا لیتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کھیتوں میں ہَل چلانے کے لیے بَہُت مُفید ہیں۔

بھینّس

ضِلعے میں جہاں نہری پانی مِلتا ہے، وہاں نِیلی راوی نَسل کی بھینّسیں پالی

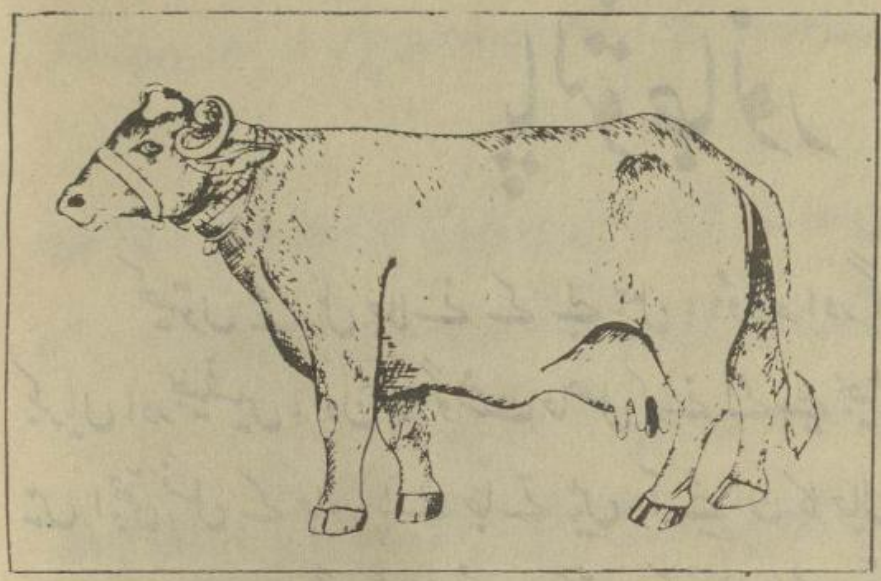

جاتی ہیں۔ یہ بھینس دیکھنے میں بڑی خُوبصُورت ہوتی ہے۔ اِس نَسل کی بھینسیں خُوب دُودھ دیتی ہیں۔ اگر اِن کے دُودھ کو بلویا جائے تو خُوب مکھن نِکلتا ہے۔ مکھن سے روٹی کھانے میں بَہُت مزہ آتا ہے۔

گھوڑا گھوڑا بَہُت ہِمّت والا جانور ہے۔ اگر اِسے تانگے میں جوت دیا جائے تو مالک جتنی سَواریاں چاہے بِٹھا دے، اس کے اِشارے پر چَل پڑتا ہے۔ اگر اُس کی پیٹھ پر بَیٹھ کر سَواری کی جائے تو مِیلوں سَفر کرنے کے بعد بھی تھکنے کا نام نہیں لیتا۔ شہر والے اور دِیہات والے اِس سے یکساں فائِدہ اُٹھاتے ہیں۔ سَبز چارا مِلے یا خُشک، یہ خُوشی خُوشی کھا لیتا ہے اور مالک کو کِسی صُورت میں بھی تنگ نہیں کرتا۔

ضِلع میانوالی میں بلوچی نَسل کے گھوڑے بَہُت مشہُور ہیں۔ اِن گھوڑوں کا قَد درمیانہ، سر بڑا سا، اور کان لَمبے، نوکیلے اور کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ گھوڑے بَہُت چُست ہوتے ہیں، اِس لیے نیزہ بازی اور سواری کے لیے اِنھیں بَہُت پسند کیا جاتا ہے۔

بھیڑیں

ضلع میانوالی میں زیادہ تر چکّی والی بھیڑیں پالی جاتی ہیں، کیونکہ یہ خُشک چارے، گھٹیا قسم کی گھاس اور جڑی بوٹیوں پر بھی گزارا کر لیتی ہیں۔ تھل کے نہری علاقوں کے علاوہ ہمارے ضلعے کا سب سے اہم پیشہ بھیڑیں پالنا ہے۔ بھیڑوں کے گلّے ان چراگاہوں میں اکثر گھومتے نظر آتے ہیں۔

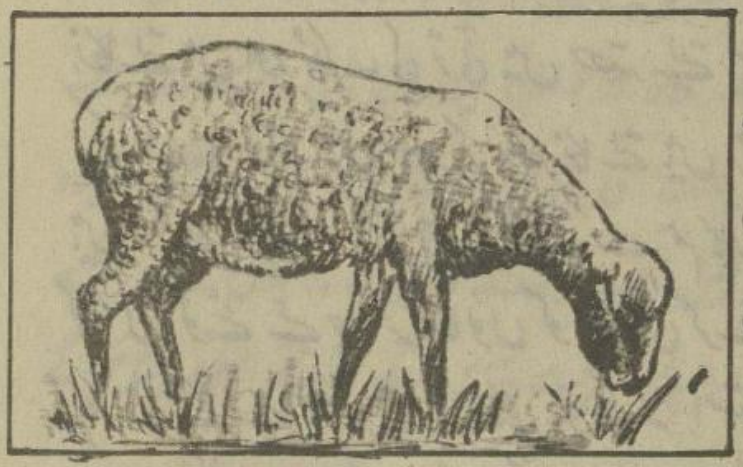

ان کا گوشت نرم اور لذیذ ہوتا ہے اور ان کی اُون لمبی اور موٹے ریشے والی ہوتی ہے۔ اس میں تھلی نسل کی بھیڑیں بھی پالی جاتی ہیں۔ ان کا قد چھوٹا ہوتا ہے، البتہ ان کی اُون بہت عمدہ ہوتی ہے۔

بکریاں

ضلع میانوالی میں سری نسل کی بکریاں ملتی ہیں۔ اس نسل کی بکریوں کا رنگ سفید، کالا یا ان پر دونوں رنگوں کے دھبّے ہوتے ہیں۔ یہ بکری پہاڑیوں کے بڑے مُشکل راستوں پر چڑھ کر تھوڑی بہت گھاس یا جڑی بُوٹیوں کو کھا لیتی ہے۔

اُونٹ

ضلع میانوالی میں جو اُونٹ پائے جاتے ہیں، اُنھیں تھلی اُونٹ کہتے ہیں۔ اُونٹ گرم خُشک علاقے کا جانور ہے جو کئی کئی دِنوں تک بغیر پانی پیے سفر کر سکتا ہے۔ اسے گرم لُو بھی پریشان نہیں کرتی۔

معدنیات

پانی کے علاوہ بے شُمار چیزیں زمین کے اندر موجُود ہیں۔ اِن چیزوں کو معدنیات کہتے ہیں۔ ضلع میانوالی میں بہُت سی معدنیات ملی ہیں۔ ضلعے کے محنتی لوگ اِن کو کھود کر نکالتے ہیں اور مُلک کی ترقّی میں حصّہ لیتے ہیں۔

کوئلہ | کوئلہ زمین کھود کر باہر نکالتے ہیں۔ جس جگہ سے زمین کھود کر معدنیات نکالی جاتی ہیں، اُسے کان کہتے ہیں۔ کوئلے سے ہم کارخانوں کے انجن چلاتے ہیں۔ چُونے کے پتھّر کو اِس کوئلے سے جلا کر مکانوں کو سفیدی کرنے کے لیے قلعی بناتے ہیں۔ کچّی اینٹوں کو پکانے کے لیے بھٹّیوں میں بھی یہی کوئلہ اِستعمال ہوتا ہے۔

ضلعے میں ایسی کانیں مکڑوال میں پائی جاتی ہیں۔

چینی کے برتن بنانے والی مٹّی | موسیٰ خیل، ڈٹّا اور کالا باغ سے چینی کے برتن بنانے والی مٹّی ملتی ہے۔

شیشہ بنانے والی ریت | شیشہ بنانے والی ریت چچالی، ڈٹّا، کالا باغ، پائی خیل، اور بوری خیل میں عام ملتی ہے۔

برتن سازی کی مٹّی | اِس خاص قسم کی مٹّی سے بڑے مضبُوط برتن بنائے جاتے ہیں۔ یہ مٹّی بوگری خیل میں عام ملتی ہے۔

نمک | نمک نہ صرف کھانے کے کام آتا ہے، بلکہ اِس سے بہُت سی دوائیاں اور کیمیائی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ نمک کالا باغ میں ملتا ہے۔

لوہا | ضلعے میں لوہے کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ اب ہم اِس لوہے سے فولاد بنائیں گے۔ لوہا چچالی اور فُلہ خیل میں ملتا ہے۔

چُونے کا پتھّر | موسیٰ خیل میں چُونے کا پتھّر ملتا ہے۔

کارخانے اور دستکاریاں

آپ پڑھ چکے ہیں کہ اسلم کے ابّا جان سیمنٹ بنانے والے کارخانے میں کام کرتے ہیں۔ ضلع میانوالی میں اور بھی بہت سے کارخانے ہیں جن میں بہت سے لوگ کام کرتے ہیں اور ہماری سہولت کے لیے بہت سی چیزیں بناتے ہیں۔ چیزیں جتنی زیادہ بنیں گی، لین دین اُتنا ہی زیادہ ہوگا۔ میل ملاپ بڑھے گا، ہمارے پاس زیادہ پیسے ہوں گے تو ہم اچھّے مکان بنائیں گے، اچھّے کپڑے پہنیں گے، اچھّے سکول بنائیں گے اور اچھّی تعلیم حاصل کریں گے۔

آئیے آج ہم اپنے ضلعے کے کارخانوں کی سیر کریں۔

سیمنٹ کا کارخانہ

میپل لیف کمپنی کا داؤد خیل میں سیمنٹ کا ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔ اِس کارخانے کا بنا ہُوا سیمنٹ عمارتیں اور بڑے بڑے ڈیم بنانے میں اِستعمال ہوتا ہے۔

کھاد کا کارخانہ

داؤد خیل میں کھاد بنانے کا کارخانہ بھی ہے۔ اِس میں روزانہ ہزاروں مَن کھاد تیّار کی جاتی ہے جو ہمارے کھیتوں کی پیداوار کو بڑھاتی ہے۔

پنسلین کے ٹیکے بنانے اور رنگ بنانے کے لیے بھی داؤد خیل میں ایک کارخانہ قائم کیا گیا ہے۔

رُوئی کی گانٹھیں بنانے کے کارخانے

تھل نہر کی بدولت ضلعے کا بہت سا علاقہ سیراب ہوگیا ہے۔ اب یہاں اچھی قسم

کی کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ کپاس کو پہلے ایسے کارخانوں میں بھیجا جاتا ہے جہاں اِس میں سے بنولے الگ کیے جاتے ہیں۔ پھر رُوئی کو ایک مشین کے ذریعے دبا کر گانٹھیں بنالی جاتی ہیں۔

دستکاریاں

آپ نے پڑھا ہے کہ کسان کبھی تو مصروف ہوتا ہے اور کبھی فارغ۔ ہم سب کے پاس کچھ نہ کچھ فارغ وقت ہوتا ہے۔ اگر اس فارغ وقت میں ہم کوئی کام کرتے رہیں تو ایک تو ہم اپنی آمدنی بڑھا سکتے ہیں، دُوسرے ہم مُلک کی ترقّی میں حصّہ لے سکتے ہیں۔ یہ چھوٹے موٹے کام جو گھروں میں رہ کر ہو سکتے ہیں، گھریلو دستکاری کہلاتے ہیں۔ اِن گھریلو دستکاریوں میں کچھ کاریگر تو ایسے ہیں جو فارغ وقت میں کام کرتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو سارا دِن یہی کام کرتے ہیں۔

ضِلع میانوالی کے بنے ہُوئے مٹّی کے گھڑے، صراحیاں، ہانڈیاں اور پیالیاں بہُت مشہور ہیں۔ مٹّی کے برتن عیسٰی خیل، ماڑی اور داؤد خیل میں بہُت اچھّے بنتے ہیں۔

عیسٰی خیل اور موچھ میں بڑی اچھّی قِسم کے کھیس اور لِحاف بنائے جاتے ہیں۔

ذرائع آمدورفت

اگر ہم نے ایک جگہ سے دُوسری جگہ جانا ہو تو ٹانگے، گدّے، سائیکل، رکشہ، کار، بَس یا ہوائی جہاز اِستعمال کرتے ہیں۔ حکومت نے ضِلع میانوالی میں سَفر کی سہُولتیں عام کرنے کے لیے پکّی، کچّی سڑکیں اور ریلوے لائنیں بنائی ہوئی ہیں۔ آئیے ہم اِن سڑکوں اور ریلوں کا حال پڑھیں۔

سڑکیں

بَس پکّی سڑک پر چلتی ہے۔ پکّی سڑک اِینٹ، پتّھر اور تارکول سے بنائی جاتی ہے۔ یہ صاف اور سَخت ہوتی ہے۔ اِس پر تیز رفتار گاڑیاں چلتی ہیں۔ جَیسے کار، بَس، ٹرک وغیرہ۔

ضِلعے کا شمالی حِصّہ پہاڑی ہے اِس لیے وہاں سڑکیں کم ہیں۔ صرف ایک سڑک موجُود ہے جو پنجاب کو صُوبہ سرحد سے ملاتی ہے۔ اِس کا نام شکر درّہ روڈ ہے۔ باقی حِصّے میں سڑکیں ضِلعے کے مختلف عِلاقوں کو آپس میں مِلاتی ہیں اور ہمسایہ ضِلعوں میں بھی جاتی ہیں۔ سَب سے لمبی سڑک کالا باغ سے شرُوع ہوتی ہے اور میانوالی، کندیاں، لیاقت آباد ہوتی ہوئی ضِلع بھکّر میں داخل ہوتی ہے۔ کالا باغ سے ایک سڑک جنُوب مغرب سے ہوتی ہوئی ضِلع بنّوں میں داخل ہوتی ہے۔ میانوالی سے ایک سڑک تلہ گنگ (ضِلع چکوال) کو دُوسری خُوشاب کو چلی جاتی ہے۔ پکّی سڑکوں کے عِلاوہ کئی کچّی سڑکیں بھی ہیں جو دیہات کو آپس میں مِلاتی ہیں۔

ریلیں

ضِلعے میں ریلوے لائنیں بہُت کم ہیں۔ بڑی سڑک کے ساتھ ریلوے لائن بھی ماڑی اِنڈس سے شرُوع ہوکر داؤدخیل سے ہوتی ہوئی میانوالی، کُندیاں، لیاقت آباد

ہوتی ہوئی بھکّر جاتی ہے۔ ایک اور ریلوے لائن کُندیاں سے مشرق میں خُوشاب کو جاتی ہے۔ جہاں ایک سے زیادہ لائنیں مِلیں، اُسے ریلوے جنکشن کہتے ہیں۔ ماڑی اِنڈس سے ایک چھوٹی ریلوے لائن کالاباغ اور عیسیٰ خیل ہوتی ہوئی بنّوں جاتی ہے۔

ہَوائی راستہ

اگر جلدی سَفر کرنا ہو تو ہَوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں۔ ہَوائی جہاز کے ذریعے دِنوں کا سَفر گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ جس جگہ ہَوائی جہاز اُترتا ہے، اُسے ہَوائی اڈّا کہتے ہیں۔

نقشہ

نقشہ میں پکّی سڑک موٹی لکیر سے ——— اِس طرح دکھائی گئی ہے۔ کچّی سڑک ٹوٹی لکیر سے - - - - - اِس طرح دکھائی گئی ہے، ریلوے لائن کانٹے دار لکیر سے +++++++++ اِس طرح بنی ہے شہروں اور قصبوں کی جگہ دائرے ○ بنے ہیں۔ اِن سب نشانات کو علامات کہتے ہیں۔

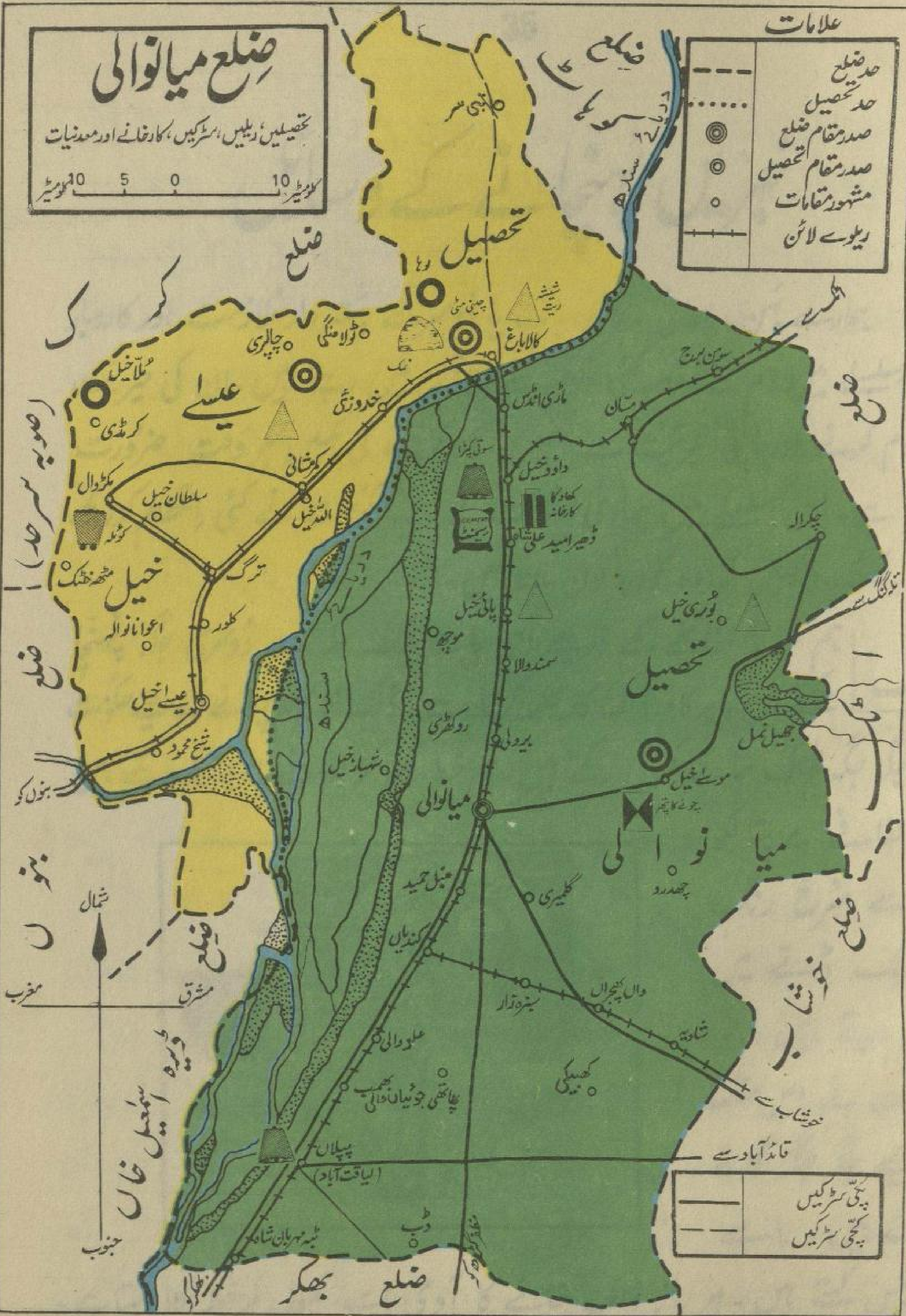

ضلع میانوالی
تحصیلیں، ریلیں، سڑکیں، کارخانے اور معدنیات
کلومیٹر 10 5 0 10 کلومیٹر
علامات
حد ضلع
حد تحصیل
صدر مقام ضلع
صدر مقام تحصیل
مشہور مقامات
ریلوے لائن
پکی سڑکیں
کچی سڑکیں
تحصیل
عیسیٰ خیل
تحصیل
میانوالی
ضلع کرک
ضلع بنوں
ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان
ضلع بھکر
ضلع
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
کالاباغ
چینی مٹی
ریت شیشہ
نمک
خدوزئی
کمر مشانی
عیسیٰ خیل
ترگ
کلور
اعوانانوالہ
مکڑوال
سلطان خیل
کرڈی
چاپری
ماڑی انڈس
داؤد خیل
کھاد کا کارخانہ
ڈھیر امید علی شاہ
پائی خیل
موچھ
سمندوالا
روکھڑی
شہباز خیل
میانوالی
موسیٰ خیل
جھیل نمل
چکڑالہ
بوری خیل
مسان
گلیری
کندیاں
واں بھچراں
شادیہ
کھیکی
علووالی
پپلاں
لیاقت آباد
ڈب
ٹبہ مہربان شاہ
بنوں کو
خوشاب سے
قائد آباد سے

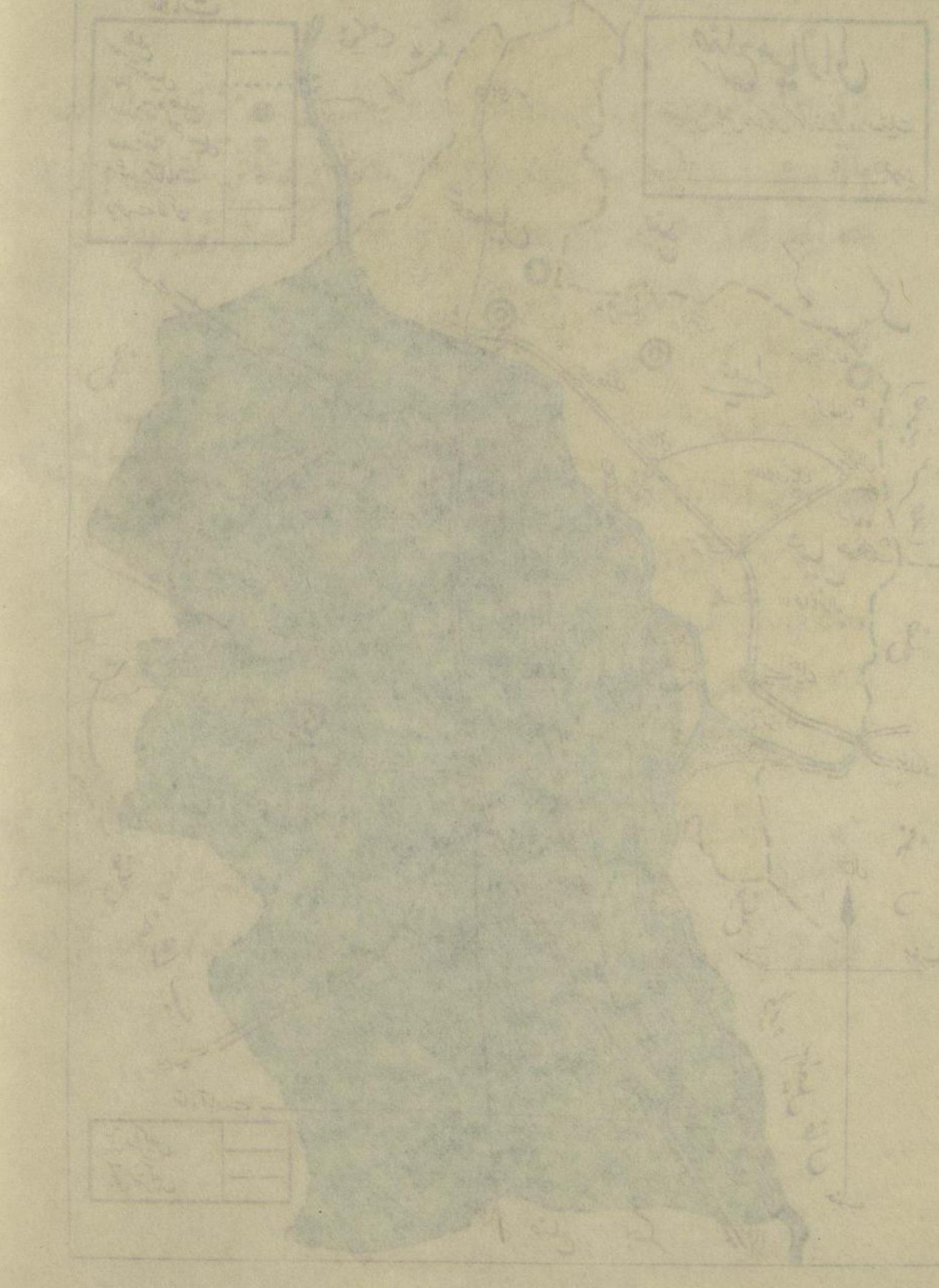

خبریں پہنچانے کے وسائل

ہمارے بہن ، بھائی ، ماں ، باپ یا دُوسرے رِشتہ دار مُلازمت اور کاروبار کے سِلسلے میں ہم سے دُور کئی دُوسرے عِلاقوں میں رہتے ہیں۔ ان کی خیریّت معلُوم کرنے اور اپنی خیریّت سے اُنھیں آگاہ کرنے کی ہمیں ہر وَقت ضرُورت رہتی ہے۔ اِس سِلسلے میں ہماری سہُولت کے لیے حکوُمت نے کئی اِنتظام کر رکھّے ہیں۔ آئیے دیکھیں کِہ وہ کَون کَون سے ہیں۔

ڈاک ہم خَط یا لفافے کے ذریعے اپنی بات ایک جگہ سے دُوسری جگہ پہُنچا سکتے ہیں۔ یہ کام ڈاک کا محکمہ کرتا ہے۔ ڈاک کا کام چلانے کے لیے حکوُمت نے جگہ جگہ ڈاک خانے کھول رکھے ہیں۔ ہم خط لِکھ کر لفافے میں رکھ دیتے ہیں اور لفافے پر پتا لِکھ کر اسے سُرخ رنگ کے ایک ڈبّے میں ڈال دیتے ہیں۔ جو حکوُمت نے اِس مقصد کے لیے جگہ جگہ لگائے ہُوئے ہیں۔ اِسے لَیٹر بکس کہتے ہیں۔ ہر روز ڈاک خانے کا آدمی اِسے کھول کر خط نِکال لیتا ہے۔

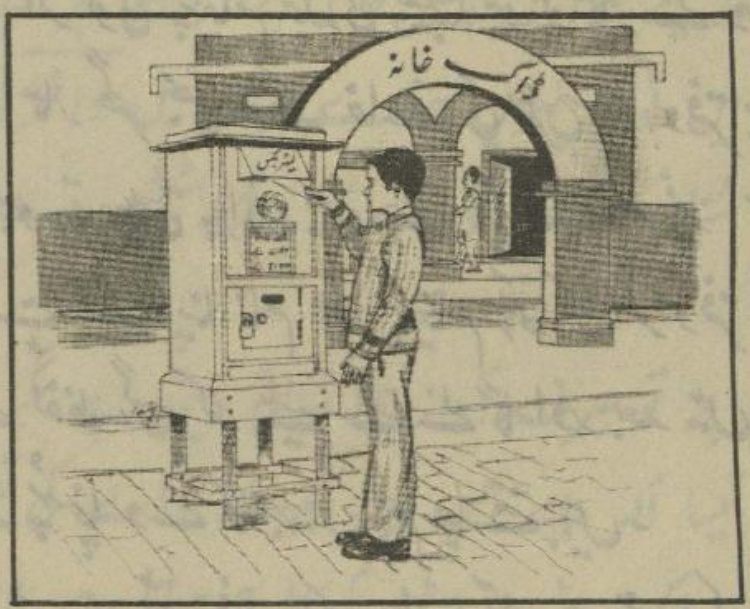

پھر اِن لفافوں یا خطوں کو ریلوے سٹیشن پُہنچا دیا جاتا ہے۔ وہاں سے انھیں ریل گاڑی کے ذریعے اس شہر بھیج دیا جاتا ہے، جہاں لکھنے والا بھیجنا چاہتا ہے۔ ریل گاڑی میں لال رنگ کا ڈبّا، ڈاک کا ہوتا ہے۔ اس ڈبّے میں موجُود ڈاک خانے کے آدمی ہر سٹیشن پر وہاں کی ڈاک دے دیتے ہیں اور وہاں سے دُوسری جگہوں کی ڈاک لے لیتے ہیں۔

جہاں ریل گاڑی نہیں جاتی، وہاں ڈاک بَسوں سے بھیجی جاتی ہے۔ جہاں بَس بھی نہیں جاتی، وہاں آدمی ڈاک لے کر جاتا ہے جسے ہرکارہ کہتے ہیں۔

ڈاکیا گھر گھر جاتا ہے اور ڈاک تقسیم کرتا ہے۔ خطوں کے علاوہ ڈاک خانے سے رُوپے بھی ایک جگہ سے دُوسری جگہ بھیجے جا سکتے ہیں۔ اِسے منی آرڈر کہتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی پیکٹوں میں بند کر کے ڈاک سے بھیجی جا سکتی ہیں۔ اِن پیکٹوں کو پارسل کہتے ہیں۔

تار اگر کوئی پیغام جلدی بھیجنا ہو تو تار کے ذریعے بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ تار گھر بھی ڈاک خانے کی طرح کا دفتر ہوتا ہے۔ تار گھر میں تار فارم پڑے ہوتے ہیں۔ اِن میں سے ایک فارم پر اس شخص کا پتا جس کو تار بھیجنا ہے اور اپنا نام اور پیغام لکھ کر اگر دفتر کے بابُو کو دے دیں تو وہ تار کے لفظ گِن کر پیسے لے لے گا اور بعد میں ایک مشین کے ذریعے پیغام اس جگہ پُہنچا دے گا، جہاں ہم چاہتے ہیں۔

ٹیلی فُون ٹیلی فون ایک ایسا آلہ ہے جس کی مدد سے ایک جگہ کا آدمی دُوسری جگہ کے آدمی سے بات چیت کر سکتا ہے۔ ٹیلی فُون کا

ایک حِصّہ کان کے ساتھ لگاتے ہیں جس میں سے دُوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سُنائی دیتی ہے۔ دُوسرا حِصّہ مُنہ کے قریب رکھتے ہیں جہاں سے ہماری آواز دُوسرے تک جاتی ہے۔

ریڈیو ریڈیو ایک ایسا آلہ ہے جِس کے ذریعے ہم مُلکی و غیر مُلکی خبریں اور دِیگر پروگرام سُن سکتے ہیں۔ جِس جگہ سے یہ پروگرام نشر کیے جاتے ہیں، اسے ریڈیو سٹیشن کہتے ہیں۔ وہاں ایک کمرہ ہے۔ اس کمرے میں جو کچھ بولا جائے، بجلی کے ذریعے ہَوا میں پھیل جاتا ہے، اِسے لہر کہتے ہیں۔ جب ہم اپنا ریڈیو کھولتے ہیں تو یہ لہریں ہمارے ریڈیو میں داخل ہو جاتی ہیں اور ہمیں وُہی آواز سُنائی دینے لگتی ہے جو ریڈیو سٹیشن سے بولی جا رہی ہو۔

ٹیلی وِیژن ریڈیو پر تو صِرف آواز ہی سُنائی دیتی ہے مگر ٹیلی وِیژن ایک ایسا آلہ ہے جِس میں بولنے والے کی تصوِیر بھی دکھائی دیتی ہے۔ ٹیلی وِیژن ایک بڑے ریڈیو کی طرح ہوتا ہے۔ اِس کے سامنے والے حِصّے پر شیشہ لگا ہوتا ہے جِسے سکرِین کہتے ہیں۔ اس سکرِین

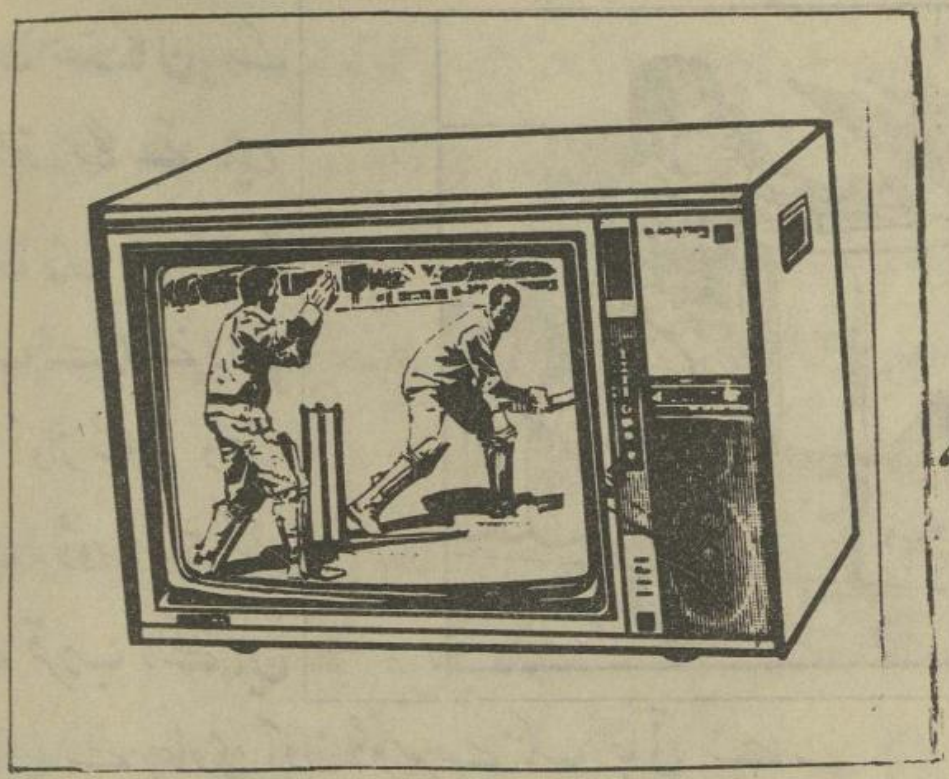

پر تصویر آتی ہے۔
ریڈیو کی طرح ٹیلی وِژن
کا بھی سٹیشن ہوتا
ہے۔ اِس سٹیشن سے
تصویر اور آواز، دونوں،
لہروں کے ذریعے
ٹیلی وِژن تک
آتی ہیں۔

جب ہم اَپنا ٹیلی وِژن کھولتے ہیں تو آواز سُنتے ہیں اور تصویر بھی دیکھتے ہیں۔

ضلعے کا اِنتظام

حکُومت نے عَوام کی سہُولت اور بہتری کے لیے ہر ضلعے میں مختلف مُعاملات کی نگرانی کے لیے کئی محکمے قائم کیے ہُوئے ہیں۔ یہ محکمے عوام کی بہتری کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہر محکمے کا ایک سَربراہ ہوتا ہے جو اپنے محکمے کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔

ہمارے ضلعے کا صَدر مقام میانوالی شہر ہے۔ اِس میں ہر ضلعی محکمے کا بڑا دفتر ہے۔ وہاں ضلعے کی کچہریاں بھی ہیں۔

ڈِپٹی کمِشنر میانوالی کی ضِلع کچہری میں اگر جائیں تو ایک دَفتر پر پاکِستان کا جھنڈا لہراتا نظر آتا ہے۔ یہ ڈِپٹی کمِشنر کا دَفتر ہے۔ ڈِپٹی کمِشنر ضِلعے کا اِنتظام چلاتا ہے اور ہر طرح کا اَمن و اَمان قائم رکھتا ہے۔ عام طور پر اسے ڈی۔سی کہتے ہیں۔

پولِیس ضِلعے میں اَمن و اَمان قائم کرنے کے لیے پولِیس کا محکمہ ڈی۔سی کی مَدد کرتا ہے۔ پولِیس لوگوں کے جان و مال کی حِفاظت کرتی ہے۔ ضِلعے کی پولِیس کے سَب سے بڑے آفیسر کو سُپرنٹنڈنٹ پولِیس کہتے ہیں۔ عام طَور پر اِسے ایس۔پی کہتے ہیں۔

ہر ضِلعے میں بَہُت سے تھانے ہوتے ہیں۔ ہر تھانے کا ایک حلقہ ہوتا ہے۔ تھانے کے اہل کار اپنے حلقے کے اندر رہنے والے لوگوں کے جان و مال کی حِفاظت

کے ذمّے دار ہوتے ہیں۔ جب کبھی کوئی شخص کوئی شکایت لے کر تھانے جاتا ہے تو اس کی شکایت کو ایک رجسٹر میں لکھ لیا جاتا ہے۔ اسے رَپٹ دَرج کرنا کہتے ہیں۔ بَعد میں اس پر مناسب اور ضرُوری کارروائی کی جاتی ہے۔

عَدالت جب کوئی شخص کِسی دُوسرے شخص کو مالی یا جِسمانی نُقصان پہنچاتا ہے، تو اُس کو پولِیس والے پکڑ کر میجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اَیسے شخص کو مُلزم کہا جاتا ہے۔ میجسٹریٹ پولِیس والوں کی بات سُنتا ہے، مُلزم کی بات بھی سُنتا ہے اور پھر فَیصلہ کرتا ہے کِہ آیا اس شخص کو سزا دی جائے یا نہیں۔ میجسٹریٹ کے دَفتر کو عَدالت کہتے ہیں۔

ضِلعے کی بڑی عَدالت کو سَیشن جج کی عَدالت کہتے ہیں۔ اس عدالت میں ڈاکا، قتل، چوری، مارپیٹ وغیرہ کے مقدّمے پیش کیے جاتے ہیں۔ ان مقدّموں کو فوجداری مقدّمے کہتے ہیں۔

کبھی کبھی زمین یا جائداد کا جھگڑا بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کِہ یہ مکان میرا ہے، دُوسرا کہتا ہے کِہ میرا ہے۔ اِس قِسم کے مقدّموں کو دِیوانی مقدّمے کہتے ہیں۔ اَیسے مقدّموں کا فَیصلہ سِول جج کرتے ہیں۔

عَدالتوں میں کُچھ لوگ کالا کوٹ پہنے گھُومتے نظر آتے ہیں۔ یہ وکِیل ہیں۔ یہ قانُون کی خاص تعلِیم حاصل کر چُکے ہیں اور اَب فَیصلہ کرنے میں عَدالت کی مَدد کرتے ہیں۔

محکمۂ تعلِیم ہمارے ضِلعے میں لڑکوں اور لڑکیوں کے سکُولوں کے اِنتظام کے لیے ایک ڈسٹرکٹ اَیجوکیشن آفِیسر یا ڈی۔ ای۔ او مُقرّر ہے۔ ڈی۔ای۔او ضِلعے کے پرائمری اور ہائی سکُولوں کے مسائِل کے حل اور اِنتظام کا ذمّے دار ہوتا ہے۔

ڈی۔ ای۔ او کی مدد کے لیے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر مقرّر ہیں، جو اپنے حلقے کے سکُولوں کے کام کی نگرانی کرتے ہیں۔ لڑکوں کے سکُولوں کے معائنے کے لئے مرد اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر مقرّر ہیں اور لڑکیوں کے سکُولوں کے مُعائنے کے لیے خواتین۔

محکمۂ صحت

لوگوں کے علاج کے لیے حکُومت نے محکمۂ صحت قائم کیا ہے۔ یہ محکمہ ہر ضلعے میں کئی ہسپتال کھولتا ہے۔ ہر ہسپتال میں ڈاکٹر ہوتے ہیں جو مریض کا مُعائنہ کرتے ہیں اور دَوائی دیتے ہیں۔ اگر مریض زیادہ بیمار ہو، تو اُسے ہسپتال میں داخل کر لیتے ہیں اور جب تک وہ تندُرست نہ ہو جائے، وہیں زیرِ علاج رہتا ہے۔

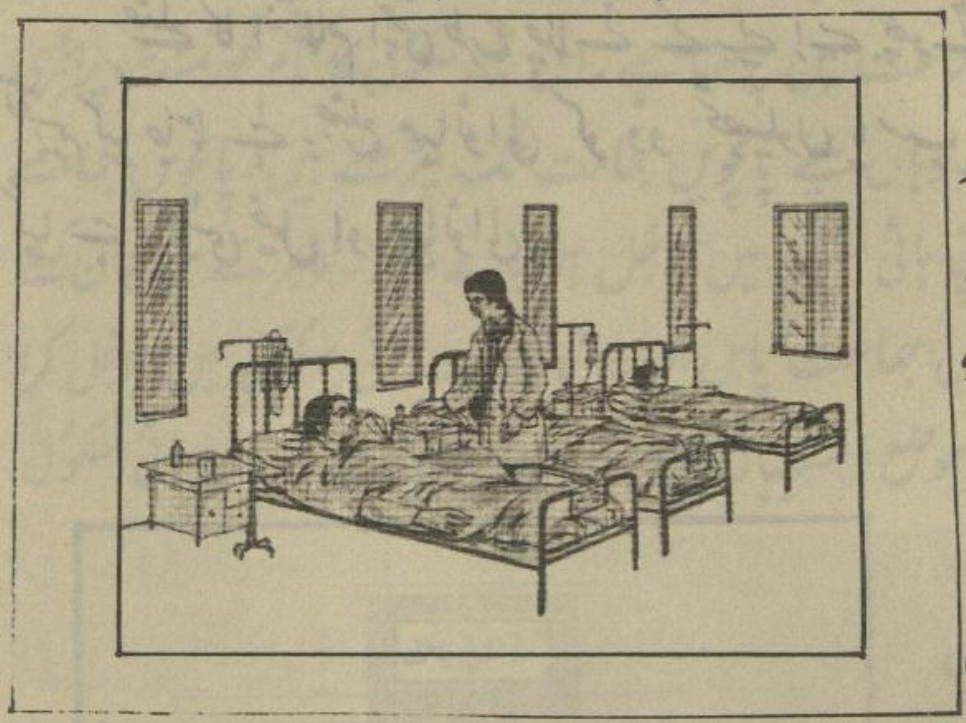

محکمۂ صحت بیماریوں کی روک تھام کا اِنتظام کرتا ہے۔ اس کے لیے صفائی کرواتا ہے، دَوائیں چھڑکواتا ہے اور لوگوں کو بیماری سے بچانے کے لیے ٹیکے لگاتا ہے۔ اِن سب کاموں کا اِنتظام ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کرواتا ہے۔

ضلع کونسل

ضلعے کے دیہاتی علاقوں میں بسنے والے لوگوں کی خدمت کے لیے ایک ضلع کونسل ہے۔ ضلع کونسل کا دَفتر ضلع کے صدر مقام میں ہوتا ہے۔ ہمارے ضلعے کی ضلع کونسل کا دَفتر میانوالی شہر

میں ہے۔ ضلع کونسل صحت اور صفائی کا اِنتظام کرتی ہے۔ گاؤں کی چھوٹی چھوٹی سڑکیں بھی بنواتی ہے۔

میونسپل کمیٹی شہروں اور قصبوں میں رہنے والے لوگوں کی خدمت کے لیے میونسپل یا ٹاؤن کمیٹی ہوتی ہے۔ یہ بھی اپنے علاقے میں صحت اور صفائی کا اِنتظام کرتی ہے۔

ضلعے کا اِنتظام اچھی طرح چلانے کے لیے اِسے چھوٹے چھوٹے حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ضلع میانوالی کو دو تحصیلوں یا سب ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ عیسٰی خیل اور میانوالی۔

رفاہی اِدارے

حکومت نے لوگوں کو سہولتیں پہنچانے کے لیے کئی اِدارے کھول رکھے ہیں۔ آئیے ان میں سے کچھ کا حال پڑھیں۔

سکول

عامر تیسری جماعت میں پڑھتا ہے۔ اس کے سکول کا نام گورنمنٹ پرائمری سکول ہے۔ وہاں بچّے پانچویں جماعت تک پڑھتے ہیں۔ پانچویں جماعت پاس کر لینے کے بعد بچّے ہائی سکول میں داخل ہو جاتے ہیں۔ عامر کے ابّا جان کہتے تھے کہ جب عامر پانچویں جماعت پاس کرے گا تو اُسے ہائی سکول میں داخل کرا دیں گے۔ عامر کی خالہ موضع شہباز خیل میں رہتی ہیں۔ وہاں ہائی سکول نہیں، مڈل سکول ہے۔

مڈل سکول میں بچّے آٹھویں جماعت تک پڑھتے ہیں۔ جب عامر کے خالہ زاد بھائی اَحسن نے گورنمنٹ ہائی سکول میانوالی میں داخلہ لے لیا تو وہ عامر کے گھر رہنے لگا۔ یہ اس کی خالہ کا گھر ہے۔

اَحسن کا سکول بہت خوب صورت ہے۔ اس میں بہت سے کمرے اور بہت سے

اُستاد ہیں۔ کھیل کا ایک مَیدان بھی ہے۔ اَحسن کبھی کبھی عامر کو بھی اپنے ساتھ سکوُل لے جاتا ہے۔ کبھی ڈراما دِکھانے کے لیے اور کبھی مَیچ دکھانے کے لیے۔

ساجد، عامر کا ہم جماعت ہے اور اس کا دوست بھی۔ ساجد کی باجی گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں پڑھتی ہے۔ اس سکوُل میں چھٹی سے دسویں جماعت تک صرف لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ ساجد کی چھوٹی بہن ثمینہ جب پانچ سال کی ہوگئی تو ساجد اور اُس کے اَبّا اُسے قریبی گورنمنٹ گرلز پرائمری سکوُل میں داخل کروا آئے۔ وہاں ثمینہ جَیسی چھوٹی لڑکیاں پانچویں جماعت تک پڑھتی ہیں۔ ثمینہ شوَق سے سکوُل جاتی ہے۔ ضِلع میں قریبًا ہر محلّے اور ہر قصبے میں لڑکوں اور لڑکیوں کے سکوُل ہیں۔

کالج عامر کے بڑے بھائی جان نے پچھلے سال دَسویں کا امتحان اوّل درجے میں پاس کرلیا تھا۔ اب وہ گورنمنٹ کالج میں پڑھتے ہیں۔ عامر ایک دن اُن کے ساتھ

اُن کے کالج بھی گیا تھا۔ کالج تو ہائی سکوُل سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ وہاں لڑکے ایف۔ اے اور بی۔ اے کی تعلیم پاتے ہیں۔ بعض کالجوں میں ایم۔ اے کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ کالج کا تمام اِنتظام پرنسپل صاحب کرتے ہیں۔

ہسپتال عامر باقاعدگی سے سکوُل جاتا ہے لیکن پچھلے مہینے اس کو بُخار آنے لگا،

اِس لیے وہ کئی دِن سکُول نہ جا سکا اور اُسے چھُٹّی لینا پڑی۔ عامر کے ابّا جان علاج کی غرض سے اُسے ہسپتال لے گئے۔ وہاں بہُت سے مریض اور ڈاکٹر تھے۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے عامر کو بھی ایک آلہ لگا کر اچھّی طرح دیکھا اور پرچی پر دوا لکھ دی۔ ساتھ والے کمرے میں دوائیں تھیں۔ عامر کے ابّا جان نے پرچی وہاں جا کر دکھائی اور وہاں سے عامر کے لیے کُچھ گولیاں اور پینے کی دوا مِل گئی۔ عامر حیران تھا کہ کسی نے بھی اُن سے دَوا کے پَیسے نہیں مانگے۔

عامر کے ابّا جان نے بتایا کہ حکُومت کی طرف سے کھولے گئے ہسپتالوں میں بیماروں کا عِلاج مُفت ہوتا ہے۔ ان میں ماہر ڈاکٹر ہوتے ہیں اور ایکسرے لینے و آپریشن کرنے کا اِنتظام بھی ہوتا ہے۔ عامر کے ابّا جان نے یہ بھی بتایا کہ ضِلع میں کئی اور بھی ہسپتال ہیں جن میں مختلف بیماریوں کا عِلاج کیا جاتا ہے۔ اس کے عِلاوہ کئی ایک ڈسپنسریاں بھی قائم ہیں۔ اِن ڈسپنسریوں میں معمُولی بیماریوں کا عِلاج تو ہو جاتا ہے لیکن جو لوگ زیادہ بیمار ہو جائیں، اُنھیں شہر کے بڑے ہسپتال میں لے جانا پڑتا ہے۔

حیَوانات کے ہَسپتال

ایک دِن ساجد کی مُرغی بیمار ہو گئی۔ اُس نے نہ تو انڈا

دیا، نہ دانہ کھایا، اور سُست سی بَیٹھی رہی۔ عامر نے ساجد سے کہا آؤ تُمھاری مُرغی کو ہسپتال لے چلیں اور انھی ڈاکٹر صاحب سے دوا لے آئیں جِنھوں نے مجھے دوا دی تھی۔ عامر

کے ابّا جان نے سُنا تو وُہ ہنس پڑے۔

عامر کے ابّا جان نے بچّوں کو بتایا کہ جانوروں اور مویشیوں کے علاج کے لیے حکومت نے الگ ہسپتال بنائے ہیں جنھیں حیوانات کے ہسپتال کہتے ہیں۔ پھر عامر کے ابّا جان، عامر، ساجد اور اُس کی مرغی کو اپنے ساتھ حیوانات کے ہسپتال لے گئے۔ وہاں ڈاکٹر صاحب صرف جانوروں اور مویشیوں کا علاج کر رہے تھے۔ لوگ اپنی گائیں، بھینسیں، گھوڑے، مرغیاں وغیرہ لے کر آئے ہُوئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ساجد کی مُرغی کا معائنہ کرکے اُسے ٹیکا لگایا اور کچھ دَوا اُسے کھلانے کے لیے دے دی۔ عامر کی مُرغی دو تین روز ہی میں ٹھیک ہوگئی۔

کوآپریٹو بینک

عام بینکوں کے بارے میں تو ہم پڑھ چُکے ہیں۔ اِن کے علاوہ چند بینک ایسے بھی ہیں جنھیں لوگ مِل جُل کر چلاتے ہیں۔ ایسے بینکوں کو کوآپریٹو بینک کہتے ہیں۔ یہ بینک ضرورت مند کسانوں کو بیج خریدنے، مکان بنانے اور مِل جُل کر ٹریکٹر خریدنے کے لیے آسان شرطوں پر قرضے دیتے ہیں۔ یہ بینک گھریلو دستکاریاں لگانے والوں کو بھی قرضہ دیتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان انسان کی خاطر بنائے۔ حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ آپؑ کو علم سکھایا اور آپؑ کو اتنی عزت دی کہ فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ ابلیس نے ایسا نہ کیا اور ہمیشہ کے لیے شیطان کہلایا۔

حضرت آدمؑ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے حضرت حوّا کو پیدا کیا۔ وہ بھی حضرت آدمؑ کے ساتھ جنّت میں رہنے لگیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُنھیں زمین پر بھیج دیا۔ فرمایا کہ تمھارے لیے وہاں رہنے کی جگہ ہے اور زندگی کا سامان ہے۔ شیطان کا خیال رکھنا، وہ تمھارا دُشمن ہے۔

حضرت آدمؑ اور اماں حوّا زمین پر آئے اور اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہُوئے علم کے مُطابق زمین کو آباد کیا۔

حضرت آدمؑ نے لمبی عمُر پائی اور آپؑ کی بہُت اولاد ہُوئی۔ آپؑ نے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، اُسے ایک ماننے اور نیک کام کرنے کا حکم دیا۔ آپؑ دُنیا میں اللہ کے پہلے نبی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ آج سے کوئی چار ہزار سال پہلے مُلکِ عراق میں پیدا ہُوئے۔ وہاں کے لوگ بُتوں کی پُوجا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کا والد آزر بھی بُتوں کی پُوجا کرتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو نبی بنایا تو سب سے پہلے آپؑ نے اپنے والد کو سمجھایا اور کہا۔ "ابّا جان! آپ اِن بُتوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ یہ نہ سُنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کو کوئی نفع ہی پُہنچا سکتے ہیں۔" مگر آپؑ کے والد نے آپؑ کی بات نہ مانی۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے مُلک کے بادشاہ نمرُود کے پاس بھی گئے جو خُدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ نمرُود اپنے آپ کو لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا۔ آپؑ نے کہا کہ تو خُدا نہیں۔ خُدا وُہ ہے جو سُورج کو مَشرِق سے نِکالتا ہے۔ اگر تُو خُدا ہے تو سُورج کو مَغرِب سے نِکال دے۔ بادشاہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

آپؑ نے اپنی قوم کو بھی سمجھایا کہ خُدا ایک ہے، صِرف اُسی کی عِبادت کرو۔ سُورج، چاند، سِتارے خُدا نہیں اور یہ بُت جن کی تم پُوجا کرتے ہو، کِسی کام کے نہیں۔ قوم نے بھی آپؑ کی بات نہ مانی۔

ایک دِن آپؑ بُت خانے میں گئے اور وہاں پڑے ہُوئے تمام بُتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ صِرف بڑا بُت رہنے دیا اور ایک کُلہاڑا اس بُت کے سامنے رکھ دیا۔ جب لوگ واپس آئے تو اُنھوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پُوچھا۔ "اے ابراہیمؑ! تم نے ہمارے

بُتوں کو توڑا ہے ؟" آپؑ نے جواب دیا۔"اِس بڑے بُت سے پُوچھیں، اگر یہ بولتا ہے"۔ اِس طرح حضرت اِبراہیمؑ نے کافروں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اگر بُت اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو تمھاری مدد کیا کریں گے۔

یہ سُن کر لوگ غصّے میں آگئے اور اُنھوں نے حضرت اِبراہیمؑ سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ کافروں نے آپؑ کو آگ میں پھینک دیا مگر اللہ کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی اور آپؑ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

حضرت اِبراہیمؑ اللہ کے حکم پر اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور اُن کی والدہ کو مکّہ چھوڑ آئے۔ جب حضرت اِسماعیلؑ بڑے ہُوئے تو حضرت اِبراہیمؑ کو خُدا کی طرف سے حکم مِلا کہ اپنے بیٹے کو اُس کی راہ میں قُربان کر دیں۔ آپؑ فوراً اللہ کا حکم ماننے پر تیار ہو گئے اور بیٹے سے کہا کہ مجھے ایسا حکم مِلا ہے، تم کیا کہتے ہو؟ بیٹے نے جواب دیا کہ ابّا جان! جو حکم ملا ہے، آپؑ اُس پر عمل کریں۔ آپؑ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

حضرت اِبراہیمؑ نے حضرت اِسماعیلؑ کو لِٹا دیا اور چھُری چلانا شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کی معرفت پیغام پہنچایا کہ اے اِبراہیمؑ! تُم آزمائش میں پُورے اُترے ہو اور حکم ماننے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اُس فرشتے کا نام حضرت جبرائیلؑ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو آپؑ کی قُربانی پسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اِسماعیلؑ کو بچالیا اور جانور کی قربانی دینے کا حکم دیا۔ مُسلمان آپؑ کی اِس سنّت پر عمل کرتے ہُوئے ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنی حیثیّت کے مُطابق قُربانی کرتے ہیں۔

آپؑ اللہ کے خلیل کہلاتے ہیں۔ خلیل پیارے دوست کو کہتے ہیں۔ جب آپؑ نے اللہ کی ہر بات مانی اور توحید کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی آپؑ کو

بڑی عزّت دی اور آپؑ کو اپنا دوست بنا لیا۔ حضرت اِبراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ وُہ اپنے فضل سے اُنھیں اور اُن کی اَولاد کو اِسلام پر قائم رکھے اور اُن میں ایک بہُت بلنَد مقام والا نبی پیدا کرے۔ خُدا نے آپؑ کی یہ دُعا قبُول فرمائی، اور اسی کے نتیجے میں ہمارے پیارے رسُول صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آپؑ کی نَسل میں پیدا ہُوئے۔

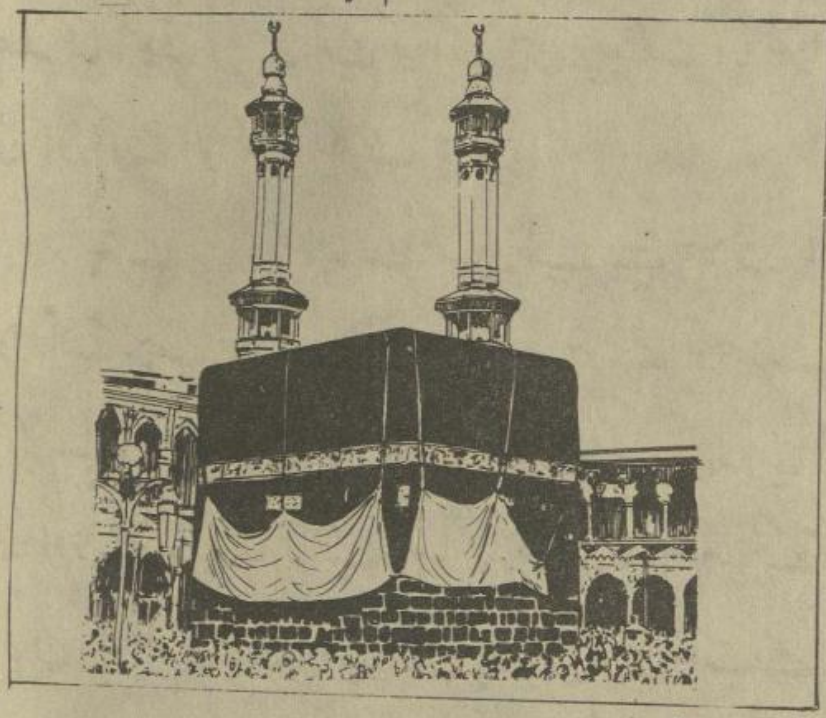

حضرت اِبراہیمؑ ہی نے اپنے بیٹے حضرت اِسماعیلؑ کے ساتھ مِل کر مکّہ میں اللہ کا گھر بنایا، جِسے کعبہ کہتے ہیں۔ دُنیا کے تمام مُسلمان اِسی کعبہ کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھتے ہیں اور وہیں حج کرنے جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰؑ فلسطین میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کی والدہ حضرت مریم بڑی نیک خاتون تھیں۔ آپؑ کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ بنی اسرائیل نے مذہب میں کئی بُری باتیں شامل کر رکھی تھیں۔ وہ دوسروں کا مال کھاتے اور ظلم کرتے تھے۔ دُنیا کے نفع کی خاطر ہر کام کرتے مگر خُدا کو خوش کرنے کا اُنھیں خیال تک نہ تھا۔ آپؑ نے اُنھیں اللہ کا حکم سُنایا۔ شروع میں چند لوگ ایمان لائے اور اکثر نے مخالفت کی۔

حضرت عیسیٰؑ ہمیشہ کہا کرتے کہ خُدا کو ایک مانو اور سچّے دل سے اُس کی عبادت کرو۔ کسی پر ظُلم نہ کرو۔ اگر کوئی زیادتی کرے تو اُسے مُعاف کر دو۔ ہر ایک سے محبّت کرو اور کسی کو دُکھ نہ پہنچاؤ۔

حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیماروں کو تندرست کر دیتے، اندھوں کی آنکھیں ٹھیک کر دیتے اور مُردوں کو زندہ کر دیتے۔ جدھر جاتے، غریب اور بیمار آپؑ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آپؑ سب سے پیار کرتے اور کسی سے نفرت نہ کرتے۔ بلکہ اُن کے دُکھ دُور کرتے۔ اِس وجہ سے لوگ آپؑ کی بہت عزّت کرتے تھے۔

دُشمنوں نے علاقے کے حاکم کے پاس شکایت کی کہ یہ شخص نیا مذہب پھیلا رہا ہے۔ اپنے جادُو کے اثر سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔

اور اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے۔ ایک دِن اَیسا آئے گا کہ یہ حکُومت پر قبَضہ کرلے گا۔

حَاکم نے یہُودیوں کی بات سُنی اور اِسے سچّا سمجھ کر وہ حضرت عِیسیٰؑ کا دُشمن ہوگیا۔ آپؑ کو پکڑنے کے لیے سپاہی بھیجے گئے تاکہ آپؑ کو (نعُوذ باللہ) قتل کرا دیا جائے۔ مگر اللہ نے حَاکم کی یہ خوَاہش پُوری نہ ہونے دی اور آپؑ کو اَپنی طرف اُٹھا لیا۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

حضرت محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قریبًا ساڑھے چودہ سَو سال پہلے مکّہ معظّمہ میں پَیدا ہُوئے۔ آپؐ نہایت اچھّی عادتوں کے مالک تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے، کسی کے ساتھ دھوکا نہ کرتے۔ آپؐ کی نیکی اور سچّائی کی وجہ سے مکّے کے لوگ آپؐ کو صادق اور امین کہہ کر پُکارتے۔

حضرت محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ کی یاد کے لیے مکّے سے باہر غارِ حرا میں چلے جاتے۔ جب آپؐ کی عُمر چالیس سال ہُوئی تو اُسی غار میں اللہ کا فرِشتہ آیا جس نے آپؐ کو قرآنِ پاک کی کچھ آیتیں پڑھائیں اور بتلایا کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں۔

اللہ کے حُکم کے مُطابق آپؐ نے لوگوں کو ہدایت کی کہ صِرف اللہ کی عبادت کرو۔ بُتوں کی پُوجا چھوڑ دو۔ نیک کام کرو اور ایک دُوسرے پر ظُلم نہ کرو۔ اِبتدا میں مکّے کے چند لوگ ایمان لائے اور آپؐ کے ساتھی بن گئے۔ اکثر لوگوں نے سخت مُخالفت کی۔ کافروں نے آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو بہُت تنگ کیا اور اُن پر بڑے ظُلم کیے مگر آپؐ نے کسی قِیمت پر اپنے کام کو نہ چھوڑا۔ اِس پر کافروں نے آخر فَیصلہ کیا کہ آپؐ کو (نعُوذ باللہ) قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرِشتہ بھیج کر آپؐ کو اِس بات کی خبر دے دی اور حُکم دیا کہ مکّے سے مدینہ ہجرت کر جائیں۔

مدینے کے کچھ لوگ ایمان لا چُکے تھے۔ جب اُنھوں نے حضرت محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے آنے کی خبر سُنی تو وُہ بہُت خُوش ہُوئے۔ آپؐ نے مدینہ منوّرہ پُہنچ کر اللہ کی عبادت کرنے کے لیے زمین خرید کر مَسجد بنائی، جسے مَسجد نبوی کہتے ہیں۔ مسجد بنانے میں حضورؐ نے خُود بھی حصّہ لیا۔ آپؐ نے لوگوں کو اللہ کا پَیغام سُنایا اور مدینے کے اور لوگ بھی آپؐ پر ایمان لانے لگے۔

مکّے کے کافروں نے مدینے میں بھی حضرت محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو آرام سے نہ

بیٹھنے دیا اور مُسلمانوں پر بار بار حملے کرتے رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فتح دی اور کافر ذلیل ہُوئے۔ ہجرت کے آٹھ سال کے بعد مکّہ فتح ہو گیا اور خانہ کعبہ جو بُتوں سے بھرا پڑا تھا، صاف کر دیا گیا۔

فتح مکّہ کے دِن آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کیا اور اپنے دُشمنوں کو مُعاف کر دیا۔ اب دُوسرے علاقوں کے لوگ بھی ایمان لانے لگے اور اِس طرح پُورے مُلکِ عرب میں آپؐ کا پیغام روز بروز مقبُول ہوتا گیا۔

آپؐ جو وَعدہ فرماتے، اُسے پُورا فرماتے۔ آپؐ کو کسی کا ڈر نہ تھا۔ آپؐ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور مُسلمانوں کو بھی اللہ سے ڈرنے کی تعلیم دیتے۔ آپؐ کو بچّوں سے بڑی محبّت تھی۔ جب آپؐ گلی سے گزرتے تو چھوٹے بچّے آپؐ کا دامن پکڑ لیتے۔ حضُورؐ اُن سے پیار کرتے۔

ہمارے پیارے رسُول حضرت محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ہر بات اَیسی تھی کہ اِس کی مثال نہیں مِلتی۔ آپؐ اللہ کے آخری رسُول ہیں۔ آپؐ کو تمام دُنیا کے اِنسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا۔ یہ شان کِسی اور نبی کو حاصِل نہیں۔

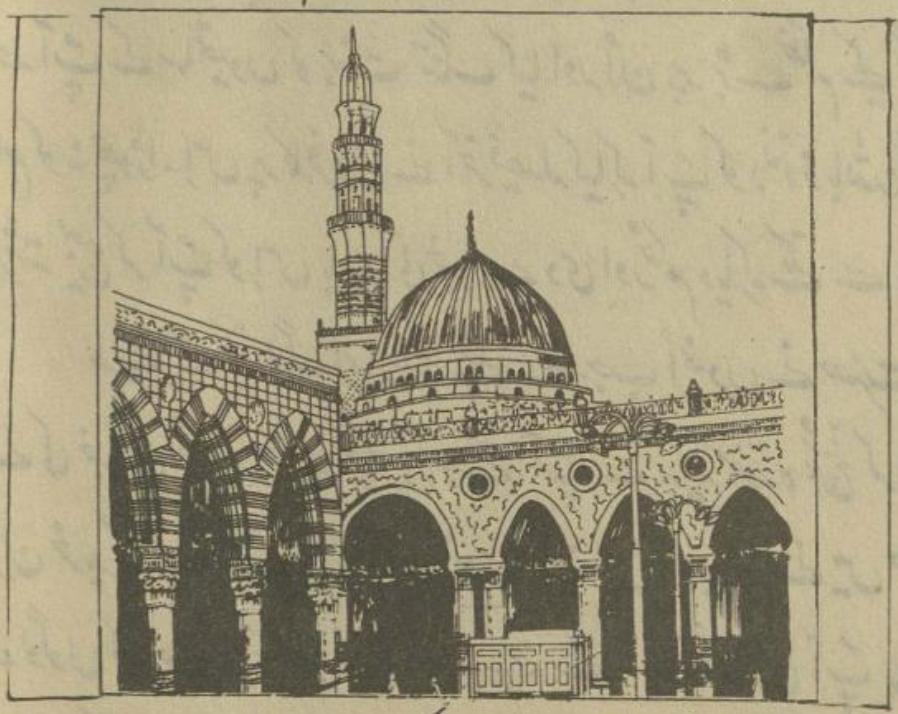

آپؐ نے ترِیسٹھ سال کی عُمر پائی۔ آپؐ کا روضۂ مُبارک مدینہ منوّرہ میں ہے۔

ہمارے ضلعے کی اہم شخصیّت

کیپٹن حمید اللہ خان سُنّبل (شہیدؒ)

مُحمّد حمید اللہ خان سُنّبل، میانوالی کے رہنے والے تھے۔ پاکستان بننے سے تیرہ سال پہلے پیدا ہُوئے۔ اُنھیں بچپن سے ہی فوج کی مُلازمت کا بڑا شوق تھا۔ اَبھی کالج ہی میں پڑھتے تھے کہ فوج میں آفیسر بھرتی ہو گئے۔ اُنھوں نے بڑی محنت سے فوجی تعلیم حاصل کی۔ پاکستان سے باہر امریکہ جاکر بھی فوجی تربیّت حاصل کی۔

بھارت، پاکستان کا پڑوسی مُلک ہے۔ اُسے پاکستان سے خواہ مخواہ کی دُشمنی ہے۔ جب بھارت نے پہلی بار پاکستان پر اچانک حملہ کیا تو ہماری فوج اُس کے مُقابلے میں ڈَٹ گئی۔ مُحمّد حمید اللہ خان سُنّبل اُس وَقت فوج میں کیپٹن تھے۔ اُنھیں جَسّڑ کے محاذ پر بھیجا گیا۔ اُنھوں نے جان کی پروا نہ کی۔ آگے بڑھ کر دُوربین سے دُشمن کو دیکھتے اور اُس پر گولے برسانے کا حُکم دیتے۔ اِس سے دُشمن کے بہُت سے فوجی مارے گئے اور دُوسرے چوکیاں چھوڑ کر بھاگ نِکلے۔

پانچ دِن تک حمید اللہ خان سُنّبل نے خُوب بہادری دِکھائی۔ پانچویں روز عَصر کی

نماز ادا کرکے کھڑے ہُوئے تھے کہ اچانک دُشمن کا ایک گولہ اُن کے پاس آکر پھٹا۔ اِس سے وُہ سخت زخمی ہو گئے۔ اُن کا اَردلی یہ دیکھ کر رونے لگا تو اُنھوں نے کہا کہ رونے کی کوئی بات نہیں۔ میں تو اِسی دِن کے لیے فوج میں بھرتی ہُوا تھا۔ وطن اور اِسلام کے لیے جان دینے میں جو مَزہ ہے وُہ کسی اور بات میں نہیں۔ آخر اُنھوں نے مُسکراتے ہُوئے شہادت پائی۔

وُہ بڑے خُوش اَخلاق اور مِلنسار تھے۔ جو آدمی اُنھیں ایک بار مِلتا، اُسے دوبارہ اُن سے مِلنے کی خواہش رہتی۔ میانوالی سے جو ریلوے لائن کُندیاں کی طرف جاتی ہے، اُس پر ایک سٹیشن کا نام اُن کی یاد میں سُنبل حمید رکھا گیا ہے۔

شجر کی دولت لازوال

کرتا ہے یہ مالا مال

جملہ حقوق بحقِ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، محفوظ ہیں

تیار کردہ : پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
منظور کردہ : قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارتِ تعلیم، حکومتِ پاکستان

بطورِ سول ٹیکسٹ بک برائے مدارس ضلع میانوالی

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد　　کشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالیشان　　ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد
پاک سرزمین کا نظام　　قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم، مُلک، سلطنت　　پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد
پرچمِ ستارہ و ہلال　　رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال　　جانِ اِستقبال
سایۂ خُدائے ذُوالجلال

3761

سیریل نمبر

ایڈیشن	طباعت	تاریخ اشاعت	تعداد	قیمت
اوّل	ہشتم	مارچ 1989ء	11000	4.05